ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

جولائی ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

ماہنامہ
انصار اللہ
ربوہ

وفا ۱۳۶۶ ہش

جولائی ۱۹۸۷ء

ایڈیٹر
مرزا محمد الدین ناز

ناشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ
کتابت:۔ حمید الدین

فہرست

جلد نمبر ۲۸
شمارہ نمبر ۷

شرح چندہ

پاکستان:		بیس روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا	بذریعہ ہوائی ڈاک : پندرہ ڈالر	"
جزائر فجی	" بحری " : آٹھ "	"
دیگر ممالک	" ہوائی " : چھ پونڈ	"
	" بحری " : تین "	"

قیمت فی پرچہ : دو روپے

ادار یہ

...... کوئی راہ بتا دے

وارداتِ قلبی کی کیفیات بھی عجیب ہیں۔ اِس کہکشاں میں لاکھوں دُنیائیں مصروفِ گردش ہیں اور ان کی نیرنگیوں سے افکارِ ذہن رنگین ہوتے ہیں۔ ایک انگریز شاعر نے ایک پرندہ کی محبت سے سرشار ہو کر اپنی وارداتِ قلبی کا ذکر کیا ہے۔ اس پرندے کا حال درج ذیل ہے:-

گُل ایک سفید پرندہ ہے جو سمندر کے سواحل پر اکثر اٹھکیلیاں کرتا نظر آتا ہے۔ یہ پرندہ ہمیشہ جُھنڈ کی صورت میں محوِ پرواز رہتا ہے اور ان کی پرواز میں یکسانیت کی نمایاں شان ہوتی ہے اور اُونچا اُڑنے میں ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ برطانیہ میں بھی اِس کی اقسام پائی جاتی ہیں۔ مئی اور جون میں عموماً سمندر کے ساحل پر اپنے گھونسلے بناتے ہیں۔ ان میں سے کچھ بھورے پَروں والے اور بعض کالے رنگ کے پَروں والے ہوتے ہیں لیکن اندرونی طور پر سب یکساں سفید رنگ رکھتے ہیں۔ اِن میں سے اکثریت موسمِ گرما کے سیّاحوں کی سی ہے۔ اِن پرندوں کی اپنی ہی ایک شان اور خوبصورتی ہے اور تمام کی عادات و خصائل میں مشابہت و ہم آہنگی ہوتی ہے۔ وہ اپنے آباء کی روایات کو زندہ رکھنے کے لئے اپنا ہی ماحول اپناتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ دوسروں سے بھی میل ملاپ رکھتے ہیں۔ انکی خوراک اکثر و بیشتر مچھلی ہے اور اپنی خوراک کے حصول کے لئے وہ وارفتگی کے عالم میں سمندر کی طرف کشاں کشاں سفر کرتے ہیں۔

اِس پرندہ کی خصوصیّات پر غور کرنے سے خالقِ حقیقی کے ان پرندوں کی طرف توجّہ مبذول ہوئی جو اپنی خوراک کے حصول کے لئے بحرِ ابراہیمی کے ساحل پر جمع ہوئے تھے اور مچھلی جسے علمِ تعبیر میں عبادت کا نام دیا گیا ہے کے ذوق و شوق میں بحرِ ابراہیمی میں ماہر غواص کی طرح غوطے لگا کر عبادت کے موتی تلاش کرتے رہے اور یہ طیور جُھنڈ کے جُھنڈ دیوانہ وار چاروں اطراف سے اکٹھے ہوتے رہے اور باوجود رنگ و نسل کے امتیازات کے سب ایک ہی رنگ میں رنگین تھے۔ ایک فکر سے دوسرا فکر جنم لیتا ہے۔ دَورِ ابراہیمی کی یاد نے بقول علامہ اقبال ع

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے

کے اِس دَورِ ثانی میں لا کھڑا کیا جہاں پھر یہ صدائے بازگشت عالم میں لہرائی :-

"مَیں نے دیکھا کہ شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے (—) کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں اور بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے۔"

چشمِ فلک نے پھر مشاہدہ کیا کہ مختلف اطراف سے طیورِ پھر کشاں کشاں اس بحر کے ساحل پر جمع ہوتے چلے گئے اور ایمانِ نَو کے جذبہ سے معمور ہو کر ذوقِ عبادت کے لعل و گوہر تلاش کرتے رہے۔ پھر جھُنڈ کے جھُنڈ سفید پرندے جمع کرنے کے لئے بھی راہ ہموار ہوئی اور حسبِ بشارات یورپ کے قلب لندن میں وہ بحرِ مواّج جاگزیں ہوًا۔ اس بحر کی لہریں جب ہر سمت پھیلیں تو محبّت کی ان لہروں نے دُور و نزدیک کے سفید پرندوں میں حیاتِ نَو سے ہمکنار ہونے کے لئے جمع ہونے کی تڑپ پیدا کر دی۔ پیار کی ان موجوں نے ایمانی تازگی اور رُوحانی بالیدگی کے لئے ان کے معصوم قلوب کو طوفانوں کی آماجگاہ بنا دیا اِس لئے وہ جھُنڈ کی صورت میں مضطربانہ انداز میں ساحلِ مراد سے لطف اندوز ہونے کے لئے محوِ پرواز ہوتے ہیں۔ ان کی پرواز تقوٰی کے پَروں سے آراستہ ہونے کے باعث رفعت آشنا ہوتی ہے اور یکسانیّت وہم آہنگی پر نمایاں امتیاز ہے۔ بظاہر مختلف رنگوں (سفید، بھُورے یعنی گندم گوں اور کالے) کے ہونے کے باوجود باطنی طور پر انوارِ الٰہیہ سے منوّر ہونے کے باعث سفید ہیں۔ مئی اور جون میں عموماً موسمِ گرما کے سیّاحوں کی طرح چاروں اطراف سے آ کر وہ بحرِ محبّت کے ساحل پر اپنے نشیمن تشکیل دیتے ہیں۔ ان میں تقوٰی کا نور ایک خاص قسم کی یکسانیت، امتیاز اور حُسن پیدا کر دیتا ہے اور اس نور کی چمک ان کے عادات و خصائل اور سیرت و کردار میں یکساں طور پر جھلکتی ہے۔ ان کے جمع ہونے کا مقصد اسلاف کی روایات کو زندہ و تابندہ کرنا ہے اور اپنے خاص ماحول کے خطوط کو اجاگر کرنا ہے جس کو وہ کسی صورت قربان کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے لیکن اسکے ساتھ ساتھ بھلائی اور خیر سگالی کے جذبات سے دوسروں کو بھی متأثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس طرح وہ خود سفید ہیں اور اکٹھے ہو کر سطح کو سفید بنا دیتے ہیں اسی طرح وہ تاریک خطوں میں سپیدۂ سحر کے خواہاں ہیں۔ عبادت ان کی غذا ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق ان کی جان ہے۔ وہ حیاتِ نَو سے ہمکنار ہونے، عبادت کے ذوق کو تسکین دینے اور ایمان و اخلاص کو حرزِ جان بنانے، والہ و شیدا فریفتگی کی حالت میں اپنے پیارے محبوب بحرِ رُوحانیت کی طرف جذب کی کیفیّت لئے سفر کرتے ہیں۔

کتنا محبّت و پیار سے لبریز ہے یہ سمندر اور کتنے خوش نصیب ہیں اس کے سواحل کی طرف رختِ سفر باندھنے والے۔ ہاں وہی بحرِ رُوحانیت

—— جس کے عرفان کی موجوں سے وہ لطف اندوز اور فیضیاب ہوتے ہیں۔

—— جس کے بہار آفریں ساحل سے اپنے ایمان کی کلیاں چٹکاتے اور ایقان کے غنچے کھلاتے ہیں۔

—— جس کی ہیجان آمیز لہروں پر اپنی پیار کی پینگ چڑھاتے ہیں۔

—— جس کی نیلگوں سطح کے آئینے میں اپنی مالا کو سجانے کے لئے گوہرِ تابدار تلاش کرتے ہیں۔

ہاں مگر وہ مُرغ ہائے بسمل جو قلب و جگر کبیدہ اور بال و پَر بریدہ اس سمندر کی رعنائیوں سے دُور اپنے اپنے گھونسلوں میں حسرت بھرے ارمان لئے تڑپ رہے ہیں۔ مچل رہے ہیں ؏

کاش ان کو کوئی راہ بتا دے

آ سیکھ اے دیدۂ بینا تو اندازِ وفا کیشی

تاریخِ عالَم کے اَوراق سے یہ حقیقت آشکارہ ہوتی ہے کہ ہر دَور میں دو قسم کے تہذیب و تمدّن نے اپنے دامن پھیلائے۔ ایک تمدّن پُرانی روایات، آباء و اجداد کی رسومات اور فرسودہ تخیّلات کا امین رہا۔ اِس میں رسم و رواج کو بنیادی اقدار گردانا گیا۔ اپنی خواہشات کو مذہب کا لبادہ اوڑھایا گیا ظلم و تعدّی کو شعار اپنایا گیا اور کثرت کے بَل بوتے پر اپنے تمدّن کو ہر ممکن برقرار رکھنے پر اصرار کیا جاتا رہا۔

دوسرا تمدّن جو صلح جوئی اور امن پسندی کا مظہر بن کر معرضِ وجود میں آیا۔ کثرت کی گمراہی پر خدا تعالیٰ کے فضلوں کا منادی بن کر آیا۔ اس میں اخلاقی و رُوحانی اقدار کو اساسی حیثیت حاصل [illegible] ہے۔ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی اور اصلاحِ خلق کو مذہب کے نام سے موسوم کیا گیا، صبر و رضا ان کا شیوہ رہا۔ دُکھ اُٹھا کر سکھوں کا جال بچھایا۔ گالیاں سُنکر دعاؤں کو عام کیا۔ تکالیف سہہ کر دوسروں کو امن کا درس دیا۔ قربانیاں دے کر اپنے مشن کی تکمیل کی۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دَور لے لیجئے اس میں پہلی قسم کے تمدّنی اقدار کی جب صَف لپیٹی جانے لگی۔ حریمِ انسانیت میں انقلابِ نَو کی جھلک نمایاں ہونے لگی تو جاہلیّت کے پروردہ سرداران نے سر جوڑ کے فکر و تدبّر کیا کہ یہ وجود جو غریب و بے کس و گمنام و بے ہُنر ہے کیسے اعلیٰ اقدار کا داعی ہو سکتا ہے۔ اِس لئے اس نئے دَور کی بنیادیں ہلا دو۔ ابھی یہ اقلیت میں ہیں ہمارے

مظالم، تشدّد اور سبّ وشتم سے اپنا دین چھوڑ دیں گے ——— چنانچہ ہر دور کی طرح سردارانِ مکّہ نے اپنی قوم کو اُبھارا۔ تنگ کرنے کے مختلف حربے استعمال کئے۔ جسموں اور گھروں کو جلایا گیا۔ مال واسباب لُوٹا گیا۔ عورتوں کو تشدّد کا نشانہ بنایا گیا۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ بچّوں کو اپنی ماؤں سے جُدا کر دیا اور بہنوں سے اپنے ویروں کو، بے دین اور صابی کے الفاظ بولے گئے۔ ممتا تڑپتی رہی۔ شفقتِ پدری دَم مارتی رہی۔ محبّتوں کا خون نفرتوں کے سمندر میں اضافہ کرتا رہا۔ لیکن ان سَنگ دِلوں پر ایک ہی جنون طاری تھا کہ یہ خدائے واحد کی پرستش کیوں کرتے ہیں۔ لا الٰہ اِلّا اللہ محمّدٌ رسول اللہ پر ایمان کیوں رکھتے ہیں، اِس کلمہ کو اپنے صدور وقلوب میں جگہ کیوں دیتے ہیں۔ ہم چونکہ اکثریت میں ہیں اِس لئے اِس کا ہر نقش مٹا کے چھوڑیں گے۔ یہ وہ دین اختیار نہیں کرتے جو ہماری اکثریت ان کے لئے تجویز کرتی ہے۔ اگر یہ اِس بات پر آمادہ نہ ہوئے تو سوائے قتل کے ان کے لئے کوئی راہِ نجات نہیں ہمارے پاس جچتی ہیں۔ ہمارے پاس طاقت ہے۔ ہمارے پاس تمام وسائل ہیں۔ لیکن یہ تقدیر ازلی ہے کہ ظالم لوگ کبھی حق پر نہیں ہوتے۔ قاتل، تشدّد پر اُترنے والے، لُوٹ مار کرنے والے، دوسروں کا امن وسکون برباد کرنے والے اہل اللہ نہیں کہلا سکتے۔ ان کی اقدار پست خوردہ ذہنیت کی علمبردار ہونے کی وجہ سے مات کھا گئیں۔

تصویر کے دوسرے رُخ پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ جو صبر ورضا اور صدق ووفا کا کامل نمونہ ہیں شہید ہو رہے ہیں اور ذوقِ شہادت متزاد ہو رہا ہے۔ تکالیف ومصائب سے آزمائے گئے لیکن ثابت قدم نکلے۔ قید وبند کی صعوبتوں سے دوچار ہوئے لیکن زبان پر کوئی شکوہ نہ لائے۔ شدید ابتلاؤں کے ادوار میں بھی قربانیوں کے معیار کو بڑھایا۔ ان کے دُکھوں سے مجبور ہو کر بادلِ نخواستہ اپنے وطنِ عزیز کو چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی۔ عزم واستقلال اور استقامت کا بے مثل نمونہ دکھایا اور ہر صورت میں کلمہ کو حرزِ جان بنائے رکھا۔ آہستہ آہستہ یہ اقلیت نورِ مصطفویؐ کے دیپ جلائے اکثریت میں تبدیل ہوتی چلی گئی اور اللہ تعالیٰ نے دستِ قدرت کو جنبش دی کہ اس اقلیّت کا غلبہ مقدّر ہو چکا ہے جس میں کوئی طاقت روک نہیں بن سکتی۔

یہ ناممکن ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اس مقدّس موڑ پر لے آئے کہ وہ سراسر اُسوۂ محمدی کے مظہر بن جائیں، کلمہ کے امین ہو جائیں اور ایسا رُخ اختیار کر لیں کہ تصویر کے پورے نقوش ان میں منعکس ہو جائیں۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اس پاک ذاتؐ سے محبت کا دَم بھرنے والے خواہ کسی بھی کیفیت سے دوچار ہوں سراسر صبر ورضا (باقی صفحہ ۲۹ پر)

تبرّکات

جو مفتری ہے اس سے یہ کیوں اتحاد ہے — کس کو نظیر ایسی عنایت کی یاد ہے

مجھ پر ہر اک نے وار کیا اپنے رنگ میں — آخر ذلیل ہو گئے انجامِ جنگ میں

ان کینوں میں کسی کو بھی ارماں نہیں رہا — سب کی مراد تھی کہ میں دیکھوں رہِ فنا

تھے چاہتے کہ مجھ کو دکھائیں عدم کی راہ — یا حاکموں سے پھانسی دلا کر کریں تباہ

یا کم سے کم یہ ہو کہ میں زنداں میں جا پڑوں — یا یہ کہ ذلّتوں سے میں ہو جاؤں سرنگوں

پس ایسے ہی ارادوں سے کر کے مقدّمات — چاہا گیا کہ دن مرا ہو جائے مجھ پہ رات

کوشش بھی وہ ہوئی کہ جہاں میں نہ ہو کبھی — پھر اتفاق وہ کہ زماں میں نہ ہو کبھی

مجھ کو ہلاک کرنے کو سب ایک ہو گئے — سمجھا گیا میں بد پہ وہ سب نیک ہو گئے

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربّ الورٰی ہوا — سب دشمنوں کے دیکھ کے اوساں ہوئے خطا

اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا — مَیں خاک تھا اُسی نے ثریّا بنا دیا

(دُرِّ ثمین)

خلاصہ خطبات حضرت امام جماعت احمدیہ

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ رجون ۱۹۸۷ء بمقام بیتِ محمود سوئٹزرلینڈ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آجکل یورپین ممالک کے دَورہ پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ حضور یکم جون کو بلجیم تشریف لے گئے اور رات وہاں قیام فرمایا ۲ رجون کو حضور نے سوئٹزرلینڈ میں قدم رنجہ فرمایا اور ۳ رجون کو صبح سوئٹزرلینڈ کے ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ شام کو اِسی ہوٹل میں معزّزینِ شہر نے حضورِ اقدس کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا۔ شام کے کھانے کے بعد سوال وجواب کی محفل منعقد ہوئی جس میں حضور نے مختلف انواع کے سوالوں کے انتہائی مدلّل اور عارفانہ جواب دیئے۔ یہ مجلس رات کے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ ۴ رجون کو حضورِ انور کا معرکۃ الآراء لیکچر سوئٹزرلینڈ کی ایک یونیورسٹی میں شام سوا آٹھ بجے ہوًا جس کا عنوان سچائی، عِلم، عقل اور الہام تھا جس میں جرمنی، سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک اور انگلستان کے ستّر احمدیوں سمیت پانچصد سے زائد حاضری تھی۔

۵ رجون کو بیتِ محمود سوئٹزرلینڈ کے بالمقابل ایک چرچ میں شام ۶ بجے مجلسِ عرفان منعقد ہوئی جس میں احمدی اور غیر مسلم احباب شریک ہوئے جن کی کُل تعداد ایک سَو پچّاس تھی ⁂

۵ رجون کو حضورِ اقدس نے بیتِ محمود میں نمازِ جمعہ ادا فرمائی اور اس سے قبل جو خطبہ ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

حضور نے فرمایا جون کا مہینہ جماعت کے مالی نظام میں خاص اہمیّت رکھتا ہے کیونکہ یہ ادائیگیوں کا آخری مہینہ ہے۔ فرمایا مالی امور کی تحریک میں بالعموم وہی طبقہ آگے آتا ہے جو پہلے ہی آگے ہوتا ہے۔ ان میں امراء بھی ہیں اور غرباء بھی۔ ایک اَور طبقہ ایسا بھی ہے جو یا مالی نظام میں پورے طور پر

شامل نہیں یا اپنی استعداد کے مطابق حصّہ نہیں لے رہا۔ آج کے خطبہ میں وہی میرے مخاطب ہیں۔

فرمایا: خود بخود شرح کے بغیر چندہ کی ادائیگی کرتے رہنا مجرمانہ زندگی ہے اجازت لے کر ایسا کرنا چاہیئے۔ اجازت دینے کا میرا بالعموم وعدہ ہے۔ اجازت لے کر ایسا کرنے سے دل میں اِنشراحِ صدر، خود اعتمادی اور باقی نیکیوں میں حصّہ لینے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اِس لئے ایسا کر کے اپنے نفس کو مطمئن کریں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا کو حاصل کریں۔ چندہ سے مکمل معافی کی مَیں کبھی بھی کسی کو اجازت نہیں دے سکتا اور نہ دیتا ہوں۔ اگر کُلیۃً اجازت دے دی جائے تو یہ آپ کی جان پر دوہرا ظلم ہوگا۔ چندہ کی ادائیگی سے خدا تعالیٰ پاک تبدیلیاں پیدا کرتا ہے۔ نیکیوں سے محرومی اور دوسرے مسیح موعود ماموریِ زمانہ کے فرمان کے خلاف فیصلہ کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔

فرمایا: یُزَکِّیْھِمْ کے فعل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قوم کو مالی لحاظ سے تیار کرنے کا بھی ذکر شامل ہے۔ اصحابِ صُفّہ لکڑیاں کاٹ کر، بیچ کر حاصل شدہ مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے تا اُس کی رضا سے محروم نہ رہ جائیں۔ اِس درخشندہ مثال کے بعد اب قیامت تک کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مَیں غریبانہ گزارہ کرنے والا کیسے چندہ دوں۔

فرمایا: جرمنی اور دوسرے ممالک میں ایسے مخلص موجود ہیں جو بمشکل گزارہ کرتے ہیں لیکن باقاعدگی کے ساتھ چندہ دیتے ہیں اور زیادہ خدمت کی توفیق پانے کے لئے دعا کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ ایک ملک کے سیکرٹری مال نے چندہ لینے سے انکار کیا کہ دینے والے کا گزارہ مشکل ہوگا تو مَیں نے میرا اور سیکرٹری مال سے جواب طلبی کی۔ مالی قربانی کے نتیجہ میں کچھ کھویا نہیں جاتا بلکہ حاصل ہوتا ہے۔ و فی اموالھم حقّ للسّائل والمحروم کی تشریح کرتے ہوئے حضور نے فرمایا تقوٰی کا اعلیٰ معیار رکھنے والوں کے لئے اِس آیت کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ یہ اُن کا حق ہے کہ وہ اپنے اموال میں سے غرباء کو دیں اور نسبتاً کم متقی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے اموال میں غرباء کا حق ہے۔ مَیں ذاتی طور پر پسند کرتا ہوں کہ مالی قربانیوں کو حق کا نام دیا جائے کیونکہ یہ سعادت ہے بوجھ نہیں۔

فرمایا: گذشتہ چند سالوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اِس کثرت کے ساتھ احمدیت میں داخل ہونے کا رجحان پیدا ہو گیا ہے کہ نئے آنے والوں کی وجہ سے ہماری بہت سی ذمّہ داریاں احسن رنگ میں ادا ہونا شروع ہو جائیں گی۔

فرمایا: پاکستان میں لمبی تربیت کے باعث مالی قربانی کا معیار نسبتاً زیادہ ہے۔ فرمایا: ایک ملک کی مجلسِ عاملہ کے جائزہ کے مطابق ۳/۴ احمدی اپنی حیثیت کے مطابق چندہ نہیں دے رہے۔ یہ طبقہ

اگر شامل ہو تو سال کے باقی مہینوں میں جو کمی واقع ہو چکی ہے وہ اب پوری ہو سکتی ہے۔ ہمارے مختلف ممالک کے بجٹ اُن کی توقع سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ مالی قربانی کے نیک ارادہ سے پیدا ہونے والے نیک نتائج کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے دو ایمان افروز واقعات بیان فرمائے کہ ایک سیکرٹری مال نے ایک دوست سے کہا کہ دس ہزار چندہ کیوں نہیں لکھواتے۔ دیکھئے خدا کیا فضل کرتا ہے۔ انہوں نے لکھوا دیا۔ سال کے خاتمہ سے قبل ان کا کام تین سے تیس چالیس لاکھ تک پہنچ گیا حتیٰ کہ نئے کام لینے چھوڑ دیئے اور دس ہزار چندہ کی ادائیگی کا پتہ بھی نہ لگا۔

فرمایا: صدسالہ جوبلی کی تحریک میں کہا گیا تھا کہ تاجر بھی حوصلہ کریں اور قربانی کی ہمت دکھائیں۔ ایک تاجر کے دل پر گہرا اثر پڑا ایک لاکھ قرض لے کر چندہ ادا کیا۔ چار سال قبل ایک لاکھ قرض لینے والے حال ہی میں چالیس ہزار پونڈ، سولہ لاکھ کے لگ بھگ اور پینتالیس ہزار پونڈ کے چیک لے کر حاضر ہوئے اور کہانی سُنائی کہ ایک چیک کا چندہ بقایا ہے جو یکمشت ادا کر رہا ہوں اور دوسرا چیک شکرانے کے طور پر جوبلی چندہ پچاس ہزار پونڈ میں سے بقایا چالیس ہزار پیش خدمت ہے۔

فرمایا: خدا کی رحمتوں کے گواہ موجود ہیں۔ اپنے گردوپیش اور اپنے ساتھیوں سے بات کر کے معلوم کریں۔ خدا پر بدظنی کر کے کیوں اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ ڈرنے کی کونسی بات ہے اور بے حوصلگی کا کونسا موقع ہے جو ان لذّتوں سے محروم ہو رہے ہیں جو مالی قربانی سے وابستہ ہیں۔ قربانی بذاتِ خود اپنا اجر ہے۔ اپنا مطمح نظر یہ رکھیں کہ خدا کے پیار کی نگاہ آپ پر پڑے اور پیار کی نگاہ خدا کی دائمی جنّت ہے۔ اگلی دُنیا میں کوئی رشوت، کوئی سفارش کام نہیں آئے گی۔ فرشتے سوائے نیکیوں کے، سوائے خدا کی راہ میں کئے جانے والے اخراجات کے کچھ بھی آگے نہیں جانے دیں گے۔ یہ آپ کے فائدہ کی باتیں ہیں اِس دُنیا میں بھی اور اُس دُنیا میں بھی، نفس کے تزکیہ کے لحاظ سے اور اموال میں نشوونما کے لحاظ سے بھی۔

اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ رجون ۱۹۸۷ء بمقام نن سپیڈ ہالینڈ

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۲ رجون بروز جمعۃ المبارک دوپہر سوا دو بجے بیتِ نور نن سپیڈ (NUNSPEED) ہالینڈ سے مقامِ اجتماع بمقام دیرہوٹن میں تشریف لے گئے۔ جاتے ہی مختلف مجالس کے قائدین سے مصافحہ فرمایا بعد ازاں پرچم کشائی

فرمائی۔ اِس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پنڈال میں تشریف لے گئے اور خدام کا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد اجتماع کے افتتاح کے لئے دعا کروائی اور پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا: آج ہالینڈ کی تاریخ میں امتیازی دن ہے کہ یہاں پہلا یورپین سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ منعقد ہو رہا ہے۔ یہاں کی بھاری اکثریت اس دن کی اہمیت سے بکلّی ناآشنا ہے۔ زمانے کے متعلق تأثرات ایک سے نہیں رہتے۔ قومیں نظریات اور رجحانات میں تبدیلی پیدا کرتی چلی جاتی ہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے دن چند گنتی کے انسان اِس واقعہ سے باخبر تھے، اہلِ مکّہ نے اِس واقعہ پر تحقیر کی نظر ڈالی لیکن آج کُل عالَم میں اسلامی تاریخ کا آغاز اسی دن سے ہوتا ہے۔ اِسی طرح صلیب کا واقعہ تاریخ دانوں کی نظر میں بظاہر کوئی اہمیت نہ رکھتا تھا لیکن آج عیسائی دُنیا اِس دَور کو عظیم الشان اہمیت دیتی ہے۔

فرمایا: مَیں ماضی سے قوت پاکر احمدیت کے شاندار مستقبل کی بات کرتا ہوں۔ یقیناً مؤرخین خدام الاحمدیہ کے اِس دن کو ایک عظیم الشان اہمیت دیں گے۔ اِس دن کو دعاؤں کے ساتھ شروع کریں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ دعا جتنی ظاہر ہے اتنی چھُپی ہوئی بھی ہے۔ انسان جاننے کے باوجود بھی مسائل میں کوشش کو پہلے اور دعا کو بعد میں رکھتا ہے۔ انسانی کوشش کی توفیق پانے کے لئے بھی آغاز دعا سے ہونا چاہیئے۔ انسانی معاملات میں سب سے زیادہ اہمیت عبادت کو ہے جو پیدائش انسانی کی غرض ہے۔ اِس کے لئے بھی قرآن ہمیں سکھاتا ہے کہ جب تک دعا نہیں کرو گے اس کی توفیق نہ پاؤ گے۔ دعا سے ہی کام نیک نتائج تک پہنچتے ہیں۔ سب جادوؤں سے بڑھ کر دعا کا جادو ہے دعا پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔ کبھی کبھی یہ بھی دعا کیا کریں کہ اے خدا ہمیں دعاؤں کی توفیق عطا فرما۔

فرمایا: جب قوموں پر بُرے دن آتے ہیں تو اپنی بُرائیاں دوسروں کو دیتی ہیں اور دوسروں کی بُرائیاں خود لے لیتی ہیں اور جب اچھے دن ہوں تو اپنی بُرائیاں چھپاتی ہیں اور دوسروں کی خوبیاں اخذ کرتی ہیں۔ پہلی صورت میں قرآن تقدیر کا فیصلہ فرما چکا ہے کہ ایسی قومیں یقیناً غرق ہوں گی اور دوسری صورت میں بلندیوں کی منزل کی طرف چلیں گی۔

فرمایا: بہت سی ایسی خوبیاں ہیں جن سے مشرق کی اکثر قومیں بے بہرہ ہیں۔ وقت کا ضیاع، جھوٹ بولنے میں جلدی، بہانے تراشی، سہل انگاری اور گندے رہنا وغیرہ۔

عادات کے بعد سے مغائرت پیدا ہوتی ہے۔ گندگی بہر حال گندگی ہے صفائی اور نظافت جیسے اعلیٰ اصول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سکھلا گئے اس کی تہ کو یہ ابھی بھی نہیں پہنچ سکے۔ ایسے آقا کی غلامی ہر انسانی خوبی کو بلند تر مقام تک پہنچاتی ہے۔

فرمایا: آپ کے سارے خطوط آج دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو رہے ہیں۔ ہزار سال سے لمبا عرصہ ہو گیا ہے کہ مسلمان اللہ کی تعلیم سے دُور، نظافت، نجابت اور ملنے جُلنے کے اعلیٰ اخلاق سے غافل ہو گئے ہیں۔ اپنی خوبیوں کو دوبارہ حاصل کریں۔ حکمت کی بات، اچھی بات مومن کی گمشدہ اُونٹنی کی طرح ہے جسے دوبارہ وصول کرنے میں وہ شرم محسوس نہیں کرتا پس تم اُسے حاصل کرو جس طرح تم ہی اس چیز کے مالک ہو۔

فرمایا: آپ نیک مقاصد کی خاطر یہاں ہجرت کر کے آئے ہیں پھر یہ کیسا سَودا ہے؟ دوسروں کو اپنی بُرائیاں دینے لگ جاؤ۔ کشتی کے پیندے میں سوراخ کریں تو ڈوبنا ہی ڈوبنا ہے۔ امریکہ اور یورپ ایک دوسرے سے بُرائیاں سیکھتے ہیں۔

سورۃ العصر کے حوالے سے فرمایا کہ سارا زمانہ یقیناً گھاٹے کا زمانہ ہوگا۔ انسان بحیثیتِ مجموعی گھاٹے میں رہیں گے مگر کچھ لوگ ایسے ضرور ہوں گے جو نیک کاموں کی نصیحت کرتے چلے جائیں گے۔ وہ بڑی سخاوت کے ساتھ نیک اعمال کو دُنیا میں تقسیم کرتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ، احمدیت اور دینِ حق کے سفیر بن کر یہاں آئے ہیں، رسالت کی ساری ذمّہ داریاں اپنا مقصد بنائیں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ بعض سفید فام لوگ احمدیت قبول کر کے پاک تبدیلیاں پیدا کر کے کُندن بن گئے ہیں۔ عام انسانوں سے بلند ہو کر اللہ والے انسان بن گئے ہیں اور وہ اِس قابل ہیں کہ آپ کو دین سکھانے لگ جائیں۔

فرمایا: اکیلے نہ رہیں تیزی کے ساتھ پھیل جائیں آپ کی دُنیا بھی اور دین بھی سنور جائیں گے اِس کے بغیر آپ اِن قوموں کی تقدیر نہیں بدل سکتے۔ خدا تعالیٰ ایک ایک احمدی پر نگاہ رکھ رہا ہے جو اس کی راہ میں قدم بڑھانا چاہتا ہے خدا کے پیار کے انداز اس کو نصیب ہوتے ہیں۔ وہ کسی واسطے سے ملنے والا خدا نہیں ہے۔ جن قوموں سے ٹکراؤ ہے وہ پہاڑوں کی طرح بلند ہیں یہ بہت زیادہ ہم سے بڑھ چکی ہیں لیکن اللہ سب سے بڑا ہے اِس لئے اپنی ذات کو اپنے رب کی عظمت عطا کریں۔ دعا ہی ہے جس سے سارے کام بنیں گے ایک لمحے کے اندر ہر انسان کی ہر کمزوری دُور نہیں ہو سکتی۔ رَبَّنَا تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَار دعائیں کرنے والے کو اللہ تعالیٰ وفات نہیں دیتا جب تک

نیکوں میں شمار نہیں کر لیتا۔ دعا میں خلوص کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔

فرمایا: مَیں آپ کو جس وجود سے تعلق پیدا کرنے کے لئے عادت ڈالنے کے لئے کہہ رہا ہوں وہ دائمی وجود ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ بے وفائی کرے۔ یقین جانیں دعا آپ کے اعمال میں پاک تبدیلی کے لئے حیرت انگیز کام کرے گی۔

فرمایا: بادشاہ کے حضور صرف روٹی کا سوال ہی نہیں کیا جاتا ہر شخص کی شان کو ملحوظ رکھ کر مانگا جاتا ہے عظیم دعائیں مانگیں صرف چھوٹی چھوٹی خواہشات کے پورا ہونے کے لئے ہی دعاؤں پر اکتفاء نہ کرلیں۔ تمام دُنیا کی اِصلاح کے لئے دعائیں کریں۔ چھوٹی دعائیں بھی اسی سے مانگیں اور بڑی بھی۔ وہ اکبر ہی نہیں عظیم بھی ہے۔ ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ چیزوں تک اس کی پہنچ ہے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ باوجود اِس علم کے کہ نبوت ایسا انعام نہیں کہ بار بار ہر زمانے کو دیا جائے۔ اولاد کے حق میں فرماتے ہیں ؏

سب کچھ انہیں عطا ہو جو کچھ مجھے مِلا ہے

لہٰذا خدا کی عطا پر پابندیاں نہ لگائیں اسی سے سب کچھ مانگیں:۔

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ر جون ۱۹۸۷ء بمقام لندن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضورِ انور نے فرمایا کہ کچھ عرصہ سے مَیں نے خطبات میں جماعتِ احمدیہ پر پاکستان میں ہونے والے مظالم کا ذکر نہیں کیا۔ اِس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جن کا ذکر کیا جاتا ہے چونکہ وہ ذکر بڑا دردناک ہوتا ہے اور اس سے میرا دُکھ بھی ظاہر ہو جاتا ہے اِس لئے جن کے بارے میں بات کی جاتی ہے وہ اس سے بھی زیادہ تکلیف محسوس کرتے ہیں اور متعدد بار خطوط کے ذریعہ مجھے اس ذکر سے باز رہنے کی تلقین کرتے ہیں کیونکہ میرا دُکھ اُن کو زیادہ بے چین کر دیتا ہے لیکن رات کو مَیں نے ایک رؤیا دیکھا جس کی وجہ سے مَیں دوبارہ یہ ذکر چھیڑ رہا ہوں۔ حضور نے جماعت پر ہونے والے مظالم کا بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا اور بتایا کہ مظالم کی داستان اُسی طرح جاری ہے اور مسلسل ایک منصوبے کے تحت مرکزی حکومت اس ظلم کو جاری رکھنے کی باقاعدہ تحریری اور زبانی ہدایات دیتی چلی جارہی ہے جو ہمارے علم میں آتی رہتی ہیں۔

فرمایا کہ علماء کے بعض طبقے خاص طور پر احمدیت کی مخالفت پر مامور ہیں اور ان میں سے آجکل بعض مولوی جن کو صدرِ مملکت نے اپنے سینے سے لگا کر ہماری مخالفت پر مامور کیا تھا وہ صدرِ مملکت پر

بھی مامور ہیں اور اس کو نہایت ذلیل اور گندی گالیاں دے رہے ہیں۔

فرمایا یہ مظالم جماعت کو بزدل بنانے کی بجائے اور زیادہ جرأت اور حوصلہ دے رہے ہیں۔

فرمایا جن کے دُکھ کا تذکرہ کریں وہ اس تذکرہ پر دُکھ محسوس کرتے ہیں اور یہ احمدیت کی سچائی کی عظیم الشان دلیل ہے۔ دُنیا کی لیڈر شپ میں اِس قسم کی محبت اور ایثار کا کوئی تعلق دکھائی نہیں دے گا یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جب ایک صحابیؓ کو شہید کیا جانے لگا تو ایک شخص نے اُس کی شہادت سے پہلے پوچھا کہ مجھے یہ تو بتاؤ کہ اب تو تمہارا دل ضرور چاہتا ہو گا کہ تمہاری جگہ (نعوذ باللہ) محمدؐ ہوتے اور تم ان کی جگہ آرام سے مدینہ میں بیٹھے ہوتے۔ اُس نے کہا تم یہ کیا بات کرتے ہو خدا کی قسم میرا تو یہ دل بھی نہیں چاہ سکتا میں تو اس کا بھی تصوّر نہیں کر سکتا کہ یہاں تم میری جان بخشی کر دو اور اس کے بدلہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی گلیوں میں کانٹا بھی چُبھ جائے میں تو اِس سودے کے لئے بھی تیار نہیں۔

فرمایا: پس اگر کسی قوم میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وابستہ ہو خلوص ہو اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہو اور آپؐ کی تربیت کے نیچے ہو اُس قوم میں تو ایسے واقعات پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا ہی حُسن ہے جس کے سوا آپ کو یہ حُسن دُنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے سکتا۔ دوسرے اِس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ تو اِن حالات میں پاکستان میں کثرت کے ساتھ صحابہؓ کے خُلق کو دوبارہ زندہ کر دینا اور ماضی کے قصوں کو آسمان سے حال کی دُنیا میں اُتار لینا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلاموں کے سوا کسی کو توفیق مل ہی نہیں سکتی۔ پس جتنا یہ ہمیں اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر دُور پھینکنے کی کوشش کرتے ہیں اتنا ہی جماعت اَور زیادہ تیزی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لپکتی اور آپؐ سے چمٹ رہی ہے۔ کوئی دُنیا کی طاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جماعتِ احمدیہ کی محبت کو مٹا نہیں سکتی۔ جماعت کے تعلق کو کاٹ نہیں سکتی۔ ہر اس کوشش کے نتیجہ میں ایک ردِّ عمل پیدا ہوتا ہے اور جماعت اَور بھی زیادہ اپنے آقا و مولا کے قدموں میں قریب ہوتی چلی جاتی ہے۔ دینِ حق کے نام پر پاکستان میں جو کریہہ المنظر واقعات ہو رہے ہیں ان میں سے دو کا ذکر حضور نے فرمایا کہ علی پور چٹھہ میں پولیس کی معیت میں علماء کے ٹولے نے جماعتِ احمدیہ کے بیت الذکر پر حملہ کیا اور مربّی کے سامان اور بیت الذکر کے سامان کو جس میں قرآن کریم بھی تھے جلا دیا اور قرآن کریم کی بڑی بے حُرمتی کی ہے۔ اِسی طرح مردان کے ایک نہایت ہی معزز خاندان کے ایک فرد قاضی محمد اکبر صاحب

کو احمدیت دشمنی میں شدید زخمی کر دیا گیا ہے اور پھر پولیس نے بجائے مجرموں کے اُن کو قید میں ڈال دیا ہے۔ حضور نے فرمایا اِن کریہہ اعمال کو اسلام اور اسلام سے عشق کا مظاہرہ قرار دیا جا رہا ہے اور ان کو جنّت کی ضمانت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ اِس کے بالمقابل جماعتِ احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی ہمّت اور استقلال کے ساتھ شدید مظالم کے سامنے سینہ سپر ہے۔ مخالف یہ سمجھتا ہے کہ وہ جماعت کو مٹا دیں گے فرمایا ان کے بس کی بات کہاں ہے احمدیت کو مٹانا۔ ان سے زیادہ طاقتور جو ان کے آباؤ اجداد تھے وہ ناکیں رگڑتے چلے گئے لیکن احمدیت کو نہ مٹا سکے۔ ہر مخالفت کے دَور کے بعد احمدیت بڑی ہو کر نکلی ہے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ اِس لئے نہیں کہ ہم طاقتور ہیں اِس لئے کہ ہمارا خدا طاقتور ہے۔ وہ ہماری پُشت پر کھڑا ہے۔ کوئی دُنیا کی طاقت نہیں ہے جو احمدیت کو مٹا سکے۔ یہ سبق آج نہیں تو کل اُن کو ضرور سمجھنا پڑے گا۔

حضور نے فرمایا خدا کی راہ میں دُکھ اُٹھانے والوں کا ذکرِ خیر ہوتے رہنا چاہیئے جو اُن کے حوصلہ میں اضافہ کا موجب ہوگا۔ فرمایا یہ لوگ سب دُنیا کی طرف سے جماعت کی عزّت اور وقار کی سربلندی کا موجب ہیں اِس لئے ہمیں لازماً اُن کے ذکر کو ہمیشہ زندہ رکھنا پڑے گا۔ محبّت اور ادب کے ساتھ اور احترام کے ساتھ اُن کو یاد رکھنا ہوگا۔ دعاؤں کے ساتھ ان کو تقویت دینی ہوگی کیونکہ حقیقت میں ساری طاقتیں آسمان سے ہی آتی ہیں۔

اِس کے بعد حضور نے رؤیا بیان فرمایا وہ اختصار کے ساتھ عرض ہے۔ فرمایا: ایک کمرے میں ایسے اسیرانِ راہِ مولا اور دیگر دُکھ اُٹھانے والے دکھائے گئے جن میں سے بعض کے چہروں پر تھوڑی سی تھکاوٹ کے آثار ہیں اور کچھ بڑے باہمّت ہیں۔ کسی کو معیّن طور پر مَیں پہچان نہیں سکتا بلکہ عمومی تصویر خدا نے دکھائی ہے۔ چنانچہ جن کے چہروں پر ذرا سے غم کے سائے ہیں اُن کو مخاطب کر کے مَیں نے بتایا کہ ہم آپ کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں۔ انسان کی طاقت میں جتنے خانے ہیں اُن کو ہم نے خالی نہیں چھوڑا اور ہر امکانی سبب کی پیروی کی ہے۔ اِس سے ان کے چہروں پر بشاشت آگئی ہے اور ایک نیا ولولہ اُن کے چہروں سے ٹپکنے لگا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ مَیں نے بتایا کہ ہم آسمان پر جتنے کونے ہیں اُن سب کونوں تک بھی پہنچیں گے اور آپ کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے فرمایا مجھے خیال آتا ہے کہ یہ کہیں گے کہ تم آسمان کے کونوں تک کیسے جاؤ گے۔ یہ سوال اُٹھتے ہی میرے ذہن میں جواب آتا ہے اور مَیں سمجھانے لگتا ہوں تو خواب رفتہ رفتہ ختم ہو جاتا ہے۔ فرمایا: وہ دو باتیں جو مَیں بتا نہیں سکا وہ یہ کہ جو ہم کوشش کرتے ہیں وہ ساری ہماری طاقت میں نہیں بلکہ

اللہ ہمارے خلوص کو دیکھ کر ہماری کوششوں کو بروئے کار لاتا ہے۔ اِسی طرح آسمان کا معاملہ ہے۔ ہمارا خدا ہماری حقیر کوشش کو آسمان کے سب کونوں تک پہنچائے گا۔ دوسرے یہ کہ ہم مرنے کے بعد جو لافانی اجر پاتے ہیں حالانکہ ہماری عمر قلیل اور عمل بھی قلیل ہے۔ یہی فلسفہ یہاں بھی بیان ہوُا ہے کہ ہماری حقیر سی کوشش کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور بہت زیادہ اجر عطا فرمائے گا۔ ہم چھوٹی سی بھی چھلانگ لگائیں گے تو خدا اس کو آسمان کی چوٹیوں تک ممتد فرما دے گا اور چند کونوں کی بھی تلاش کریں گے تو سب کونوں پر ہماری کوشش کا اجر پہنچ جائے گا۔ فرمایا چونکہ یہ پیغام بہت اہم تھا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جب بھی فضل لے کر آئے گا اِسی طرح جماعت پر فضل لے کر آئے گا۔ خواب کا جو یہ حصّہ مجھے بتایا گیا ہے یہ ساری جماعت کو بتلانے والا تھا اور اِس ذکر سے پاکستان میں دُکھ اُٹھانے والوں کو نئے حوصلے ملیں گے نیا توکّل پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ پر اور ان کے ایمان میں اَور زیادہ مضبوطی پیدا ہو گی۔ بہرحال ان کو دعاؤں میں یاد رکھنا ہمارا فرض ہے۔ ان کے ذکر کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے۔ اپنی محافل میں بھی۔ اپنے دیگر مشاغل میں بھی ذکر کے ذریعہ بھی ان کو زندہ رکھیں۔ اور دعاؤں کے ذریعہ بھی ان کی مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو جلد تر آسان فرمائے۔

پیارے آقا کا محبّت بھرا اسلام

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے اور حضور تمام احبابِ جماعت کو محبّت بھرا السّلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہتے ہیں ؏

انسانی زندگی کا مقصد اور اسکے حصول کے ذرائع

(مکرم مرزا محمد یوسف صاحب نیّر مربّی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ہر عاقل انسان جو اس دُنیا میں آیا ہے اُس کے دل میں یہ تڑپ موجود ہے کہ وہ اپنی زندگی کا حقیقی مقصد معلوم کر کے اس کو حاصل کرے اور اس سے بہرہ یاب ہو۔ ہر شخص نے اپنی اپنی سوچ کے مطابق اور اپنی کم فہمی اور نادانی سے مختلف قسم کے مقاصد متعیّن کئے ہیں اور اپنی زندگی کے مدعا مقرر کئے ہیں اور پھر ہر جائز و ناجائز طریقوں سے اس کے حصول کے لئے کوشاں رہتا ہے چنانچہ بعض لوگوں نے دُنیا کو اور مادیت کو اپنا مقصود بنا لیا ہے۔ اِس ضمن میں قرآن کریم فرماتا ہے کہ پہلے لوگوں نے بھی ایسا ہی کہا۔ جیسے فرمایا:-

وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ　(انعام ع ۳)

کہ یہ دُنیا وی زندگی ہی سب کچھ ہے اِس کے علاوہ اور کوئی زندگی کا مقصد نہیں اور یہ بھی غلط ہے کہ ہم نے پھر جی کر اُٹھنا ہے۔ پس ایسے لوگ دُنیا ہی کو اپنا مطمح نظر سمجھتے ہیں۔

اور کسی نے معبودانِ باطلہ اور غیر اللہ کے سامنے جھکنے اور ان کو خوش کرنے کو مقصدِ حیات تصور کیا ہوا ہے اور اس میں چھوٹی چھوٹی اور کئی قسم کی اختراعیں کی ہیں اور سارا سارا دن اِس بات میں کوشاں رہتے ہیں کہ اپنے مولاؤں کی خوشنودی حاصل کی جائے۔

متفرق ادوار میں جہاں اور کئی مادی مقاصدِ حیات متعیّن کئے گئے ہیں وہاں لہو ولعب کو بھی ایک مقصد بنا لیا گیا ہے جس میں ساری قوم مستغرق رہتی ہے۔ اس کے عواقب کی پرواہ کئے بغیر سارا دن ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اِس لہو ولعب کے کئی شاخسانے ہیں۔ ٹی۔وی، ساز و آواز، رقص و سرود، اور کھیل کود وغیرہ جس میں وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ ساری قوم فارغ بیٹھ کر اپنی استعدادوں اور قوتوں کا استعمال نہ کر کے ملک اور قوم کا نقصان کرتی ہے اور اسی کو اپنا مقصدِ حیات تصور کرتی ہے۔ اِسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سورہ جمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا ۔ (الجمعہ ع۲)

کہ قرونِ اولیٰ میں بھی ایسا ہوُا اور ایسی حالت اب پھر آخری زمانہ میں ہوگی کہ لوگ دُنیا اور تجارت اور کھیل کُود کو ترجیح دیں گے اور قرآن کریم کے احکامات کو پسِ پُشت ڈال دیں گے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ کونسا مقصد ہے جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا اور پھر اُس مقصد و مدّعا کو حاصل کرنے کے ذرائع کونسے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جس انسان کو پیدا کیا وہی بہتر مقصد بیان کر سکتا ہے اِس لئے خدا تعالیٰ نے خود اس سوال کا جواب دیا ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ　　(الذّٰریٰت ع۳)

یعنی مَیں نے جنّوں اور انسانوں کو اِس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری شناخت کریں مجھے پہچانیں میرے عبد بنیں اور میری صفات کو جذب کر کے انہی کا رنگ اپنے اندر پیدا کریں۔ میرے لئے تذلّل اور انکساری و عجز پیدا کریں اور میری رضا کو ہر بات پر مقدم رکھیں اور اگر سب چیزوں کو میری خاطر قربان کرنا پڑے تو کریں مگر میری رضا کو کسی چیز پر قربان نہ کریں۔

پس اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض یہ بیان فرمائی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کا عبد بنے اور اس کی رُوح ہر وقت آستانۂ احدیت کے اِردگرد گھومتی رہے جس طرح کہ غلام اپنے آقا کے حکم کے خلاف نہیں کرتا اسی طرح اِنسان بھی اپنے حقیقی مولا اور آقا کے حکم کی تعمیل کرے اور ممنوعہ باتوں کے اِرتکاب سے رُک جائے اور ہر بات میں اس کی کیفیّت بالکل اِس آیہ کریمہ کے مصداق ہو جائے:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ (انعام ع۲)

کہ اے انسان تُو کہہ دے میری نماز، میری قربانیاں، میری عبادتیں، میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہیں جو میرا ہی ربّ نہیں بلکہ تمام جہانوں کو جامۂ ہستی پہنا کر اس کی تربیت کرنے والا ہے۔ اس نے ہماری ترقی و کامیابی کے سامان مہیّا کئے ہیں۔ دنیا میں کوئی اس سے بڑھ کر شفیق اور مہربان نہیں اور چاہا ہے کہ انسان اپنے قویٰ کے ساتھ اس کی پرستش اور محبّت اور اطاعت میں لگ جائے اور اسی کا ہو رہے۔ اور اپنی قوّتوں، استعدادوں سے اس کی لقاء کو حاصل کرے اور اسی کے حصول کے لئے انسان کو استعدادیں اور قوتیں ودیعت کی گئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ　　(التّین ع۱)

کہ ہم نے انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ طاقتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے اور وہ ان کی صحیح نشوونما کرکے خدا تعالےٰ کے قرب کو حاصل کرنے کی اہلیّت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ پر فرمایا :-

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

(الاحزاب ع ۹)

کہ ایک امانت کو زمین اور آسمانوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے (بزبانِ حال) اس کو اُٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے۔ چونکہ اس کو وہی اُٹھا سکتا تھا جس کو اپنے نفس پر سختی کرنے اور مجنونانہ کیفیت سے امانت کا حق ادا کرنے کی اہلیّت ہو۔ چنانچہ انسان نے اس کو اُٹھا لیا۔ اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انسان اپنی قوّت کی صحیح نشوونما کرکے خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکتا ہے۔

اب مَیں مقصد کے بیان کرنے اور اس کے حصول کی قدرت پانے کا اظہار کرنے کے بعد چند ایک ذرائع پیش کرتا ہوں جس سے انسان خدا تعالیٰ کے قُرب کو حاصل کرکے ابدی جنّت کا وارث بن سکتا ہے اور اپنے مقصدِ حقیقی کو پالیتا ہے۔

پہلا ذریعہ یہ ہے کہ انسان حقیقی خدا کو شناخت کرکے اور ہر غیر اللہ کی نفی کرکے ماسوی اللہ کو ٹھکرا کر آستانۂ الوہیّت کے سامنے سربسجود ہو اور اپنی خواہش کو بالکل خدا نہ بننے دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ؕ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝　(الفرقان ع ۴)

کہ اے رسول! کیا تُو نے ایسے شخص کے حال پر بھی نگاہ کی ہے جس نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا خدا بنا رکھا ہے۔ کیا تم اس کی نگرانی کر سکتے ہو یا تم خیال کرتے ہو کہ ایسے لوگوں میں سے اکثر بات کو سُنتے اور سمجھتے ہیں۔ نہیں وہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی گئے گذرے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی نفسانی خواہش کے مطابق دُنیا میں عمل کرتے ہیں اور اپنے خالقِ حقیقی کی طرف توجہ نہیں کرتے وہ دراصل درجۂ انسانیّت سے گرے ہوئے ہیں۔

پھر فرمایا :-

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ ۔　(الرعد ع۲)

یعنی دعا کرنے کے لائق وہی سچا خدا ہے جو ہر ایک بات پر قدرت رکھتا ہے اور جو لوگ اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ کچھ بھی اُن کو جواب نہیں دے سکتے اور نہ ہی کسی قسم کا فائدہ پہنچا سکتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ معبودِ حقیقی سے غافل ہیں ان کی تمام عبادتیں اور دعائیں باطل ہیں۔

دوسرا ذریعہ :- خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کے حُسن پر اطلاع پائے کیونکہ حُسن بھی انسان کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا حُسن اُس کی ذات اور صفات کی خوبیاں ہیں کہ وہ مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہے۔ اس میں الاسماء الحسنیٰ کی تصویر جھلکتی ہے اور اُس کے حُسن سے ہی باقی تمام خوبصورتیاں وابستہ ہیں اور اپنے حُسن کا ہی پرتو ہر ایک خوبصورت چیز پر ڈالتا ہے۔ چاند اگر خوبصورت لگتا ہے، ستارے اگر اندھیری رات کو چمکتے ہوئے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ گلاب کا پھول اگر آپ کو دلکش معلوم ہوتا ہے تو یہ سب درحقیقت ظلّی طور پر اُسی لازوال حُسن سے حصّہ لیتے ہیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کا نقشہ بہت ہی پیارے رنگ میں کھینچا ہے ؎

چشمۂ خورشید میں موجیں تیری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تیری چمکار کا
چشمِ مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

قرآن کریم کی ابتداء سورہ فاتحہ میں اِن الفاظ سے ہوتی ہے کہ الحمد للہ یعنی تمام خوبیاں اور حُسن کا جامع خدا ہے اور وہی قابلِ حمد اور تعریفوں کا مستحق ہے اور کوئی حُسن اور کوئی خوبی ایسی نہیں جو اس میں نہ پائی جاتی ہو اور وہی لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کا مصداق ہے۔

تیسرا ذریعہ :- تیسرا ذریعہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات پر اطلاع پائے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ بڑے بڑے سرکش اور مغرور بھی احسان کے آگے سر جھکا دیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت رحمٰن بھی ہے اور رحمٰن کا مطلب یہ ہے کہ اس نے انسان کو وجود بخشا اور اس کی ضروریاتِ زندگی کو بغیر اس کے مانگنے اور اس کی محنتوں اور کاوشوں کے اُس کے لئے مہیّا کیا اور تمام چیزوں کو انسان کے لئے مسخّر کیا۔ اب اِس احسان کا تقاضا یہ ہے کہ صحیح رنگ میں اُس کے عبد

بنیں اور اس کی مغفرت حاصل کریں۔

چوتھا ذریعہ :۔ خدا تعالیٰ کی لقاء کے مقصد کے حصول کے لئے چوتھی چیز خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ انسان ہر وقت ہر گھڑی، چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے خدا تعالیٰ کا ذکر کرے۔ اس کے نتیجہ میں جہاں خدا تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوگا وہاں خدا تعالیٰ بھی اس کے ذکر کو بلند کرے گا اور اِس طرح ایک مضبوط تعلق خالق اور مخلوق کے درمیان قائم ہوگا اور پھر فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ (البقرہ ع۱۸) کا نظارہ انسان اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کا ذکر کرے گا خدا تعالیٰ اس کا ہر لحاظ سے متکفّل ہو جائے گا اور اس کی ضروریات کو پورا کرے گا۔ اسی طرح پر قرآن کریم میں آتا ہے کہ

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ　　　(الرعد ع۴)

اگر تم سکونِ قلب حاصل کرنا چاہتے ہو تو وہ صرف اور صرف ذکرِ الٰہی میں ہے اور ذکرِ الٰہی سے ہی مکاشفاتِ الٰہیہ کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

پانچواں ذریعہ :۔ پانچواں ذریعہ قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک پہنچنے کی سعی میں مصروف ہے تو اُسے صالحین کی صحبت میں رہنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے جو صالحین کی صحبت کو اختیار کرے گا وہ انہی کے اخلاق و عادات سے حصّہ لے گا اور جو بُروں اور بدکاروں کی صحبت میں بیٹھے گا وہ اُن کے خصائل سے حصّہ پائے گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک وسیلہ تعلق باللہ کا اُن لوگوں کی صحبت کو قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے شیدا اور عاشق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ

(الکھف ع۴)

کہ اسے انسان تُو اپنے نفس کو اُن لوگوں کے ساتھ باندھ رکھ جو اپنے ربّ کو صبح شام پکار　　ہیں اور خدا تعالیٰ کے ذکر سے اُن کی زبان معطّر رہتی ہے۔ پھر فرمایا:۔

كُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ　　　(التوبہ ع۱۵)

تم اُن لوگوں کی صحبت اختیار کرو اور ان کی معیّت میں رہو جن کی ہر ایک بات صدق و راستی پر مبنی ہوتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں انہیں سچّا کر دکھاتے ہیں۔

اِس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مَیں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اِس قرآنی حکم کے تحت ہر اُس چیز کی صحبت سے نفی کی گئی ہے جس میں حقیقت نہیں ہے۔ چنانچہ تمام لغویات جن میں عمر کے قیمتی لمحات ضائع ہوتے ہیں اِسی حکم کے تحت ان کی صحبت سے اجتناب کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

چھٹا ذریعہ:- گوہرِ مقصود کو حاصل کرنے کا چھٹا ذریعہ مجاہدہ ہے۔ انسان اپنی تمام تر قوتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لا کر اس مقصود کو حاصل کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ع)

کہ جو لوگ میری خاطر جہاد کرتے ہیں تو ہم ان کی صحیح راہنمائی کرتے ہیں اور اپنے دروازے اُس کے لئے کھول دیتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے:-

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرہ ع۱۸)

ہر انسان کا کوئی نہ کوئی نصب العین ہوتا ہے اور وہ اُس نصب العین کو پانے کی کوشش کرتا ہے۔ اے مومنو! تمہارا نصب العین یہ ہے کہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جاؤ۔ گویا اپنے مقصد کے پانے کے لئے تمہیں ہر چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے اور پھر نیکیوں میں مسابقت کی رُوح اور مجاہدہ کے دامن سے چمٹے رہنا ہے۔

ساتواں ذریعہ:- ساتواں ذریعہ ابتلاؤں میں ثابت قدمی اور استقامت ہے۔ انسان جب چاروں طرف سے مصائب میں گھرا ہوا ہو اور اپنی عزت، مال اور جان کو معرضِ خطر میں دیکھتا ہو اور تسلّی دینے والا کوئی نہ ہو تو ایسے وقت میں بجز خدا تعالیٰ کے اور کسی کے آگے فریاد نہ کرے اور اُس تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ خدا تعالیٰ ابتلاؤں سے اس کی آزمائش چاہتا ہے کہ آیا فی الواقع یہ میرا بندہ ہے اور ہمارا عاشق صادق ہے یا نہیں۔ ایسے وقت میں جب بندہ اپنے خدا تعالیٰ کے دامن کو پکڑ لیتا ہے اور کوئی طاقت کوئی قوت اُس دامن کو بندے کے ہاتھ سے نہ چھڑا سکے تو تب یہ تعلق مضبوط ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ
اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝
(حٰمٓ السجدۃ ع۴)

کہ جو لوگ مشکلات کے وقت میں بھی خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق مضبوط رکھتے ہیں اور کسی قسم کے مصائب اُن کے پائے ثبات میں لغزش نہیں پیدا کر سکتے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے اُن کی ہر لحاظ سے مدد کرتا ہے اور انہیں دنیاوی اور اُخروی انعامات سے نوازتا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے

امتحان ہوتے۔ سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔" (کشتی نوح)

آٹھواں ذریعہ:۔ جس سے محبت کا اظہار کیا جائے دل نہیں چاہتا کہ اُس کی بُرائی ہو بلکہ جس سے دوستانہ یا محبانہ تعلق ہو اُس کے حُسن اور خوبیوں کی باتیں اچھی لگتی ہیں اور جہاں کہیں بھی اُس کے لئے نازیبا لفظ استعمال کئے جائیں فطرتی طور پر دل نہیں چاہتا کہ اُس جگہ پر بیٹھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق کے لئے ضروری ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ اور اس کی آیات پر ہنسی مذاق ہو رہا ہو اور خدا تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی تذلیل کی جا رہی ہو وہاں بالکل نہ ٹھہرے بلکہ وہاں سے چلا جائے۔ آجکل کے دَور میں دینِ حق پر عمل کرنا تو کجا اس کی پُر حکمت تعلیمات پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں قرآن کریم نے یہ تعلیم دی ہے کہ

اِذَا رَاَیۡتَ الَّذِیۡنَ یَخُوۡضُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ۔ (الانعام ع ۸)

یعنی اے انسان اگر تُو ایسے لوگوں کو دیکھے جو سنجیدگی اور متانت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہماری آیتوں کو مشغلہ بنا رہے ہیں تو تُو ایسے ظالم لوگوں سے اعراض کر اور اُس جگہ سے اُٹھ کر چلا جا اور انکی مجلس کو خیرباد کہہ دے۔ ایک اور جگہ پر اسی مفہوم میں بیان فرمایا کہ اگر تم اُس مجلس میں بیٹھے رہے تو تم بھی انہیں میں سے شمار کئے جاؤ گے۔

نواں ذریعہ:۔ نواں ذریعہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں ہر ایک چیز کو ہیچ سمجھیں اور لاشئ محض خیال کریں۔ اس کے رستہ میں اگرچہ اپنی خواہشات کا خون کرنا پڑے۔ اگرچہ رشتہ داری آڑے آئے۔ اپنی ذات کی بھی پرواہ کئے بغیر بس ذہن میں ایک ہی الاؤ روشن ہو کہ اے خدا تیرے سوا کوئی نہیں "مولیٰ بس" کی شمع ہمارے سینے میں جل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَکُمۡ وَ اِخۡوَانَکُمۡ اَوۡلِیَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡکُفۡرَ عَلَی الۡاِیۡمَانِ۔ (سورہ توبہ ع ۳)

اے لوگو! جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہو اپنے باپوں اور بھائیوں کو اگر وہ ایمان سے کفر کو ترجیح دیں تو دوست نہ بناؤ۔ اگر اللہ تعالیٰ کے رستہ میں اور ایمان کے لئے اپنے ماؤں، بہنوں، بھائیوں، بیوی بچّوں کو بھی چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دیں۔ کیا یہ سب چیزیں تمہیں خدا سے زیادہ پیاری ہیں۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ جب اسلام لائے تو ایک دن اپنے والد سے کہنے لگے کہ ابّا ایک دفعہ جنگ بدر میں آپ میرے تیروں کی زد میں تھے کہیں چاہتا تو قتل کر سکتا تھا لیکن پدری شفقت نے ایسا کرنے نہیں دیا۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے

فرمایا کہ اے بیٹے اگر مجھے ایسا موقع ملتا تو میں تم کو ضرور قتل کر دیتا کیونکہ اُس وقت تُو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا۔

اِس سے عیاں ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر اگر ہمیں اپنی ہر خواہش اور رشتہ داری اور بیوی بچّوں کی بھی قربانی کرنی پڑے تو کر دیں اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور مرضات کو حرزِ جان بنائیں۔

دسواں ذریعہ :- دسواں ذریعہ یہ ہے کہ انسان دعا کرے۔ کوئی کام بھی دعا کے بغیر ممکن نہیں۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! میرے حضور جھکو اور دعائیں کرو تا میں تمہارے لئے اپنی لقاء کے دروازے کھولوں اور اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کا نظارہ تمہیں دکھاؤں۔ پھر فرماتا ہے :-

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ (الفرقان ع ۶)

یعنی اے رسول ! ان سے کہہ دو کہ اگر وہ خدا تعالیٰ سے دعا نہ کریں تو خدا تعالیٰ کے حضور تمہاری کچھ بھی پرواہ نہیں اور تمہاری کچھ بھی حقیقت نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی ضرورت کو محسوس کیا جانا اور اپنی زندگیوں میں خدا تعالیٰ کے دخل کو قبول کرنا بہت ضروری ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اِن بابرکت الفاظ میں اِس مقصد کا تذکرہ فرمایا ہے اور بڑے درد اور الحاح سے اس کے حاصل کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کاش وہ درد ہر ایک محسوس کرے۔ حضور فرماتے ہیں :-

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کُھلیں۔" (کشتی نوح)

ذکرِ الٰہی

(مکرم ڈاکٹر احمد حسن صاحب چیمہ نائب ناظم انصار اللہ گجرات)

آقائے نامدار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل الذکر لا الٰہ اِلّا اللہ کہ سب سے بہتر ذکر اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ہوں آپ پر) پر بھی یہی ذکر نازل ہوا لا الٰہ اِلّا اللہ (تذکرہ صد ۵۲) اور حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے بھی اپنے ایک کشف کے بعد تمام جماعت کو لا الٰہ اِلّا اللہ کا گیارہ بار روزانہ وِرد کرنے کا ارشاد فرمایا لیکن اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ لوگ ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ نماز کے بعد کسی قسم کا وِرد کرنا ضروری نہیں۔ بعض لوگ ناسمجھی کی بناء پر کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ اپنی نمازیں سنوار کر ادا کیا کرو اور جو دعا مانگنی ہے نماز ہی میں مانگو ان کا یہ خیال درست نہیں۔ آپ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو نماز کو مرغی کے ٹھونگے مارنے کی طرح جلدی جلدی ادا کرتے ہیں اور بعد میں لمبی لمبی دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

وہ لوگ جو گھروں میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی کرتے ہیں اور باہر جہاں خدا تعالیٰ کی مذمت ہو رہی ہوتی ہے کچھ نہیں کرتے آپ نے ان کو ہدایت کی اور فرمایا اگر تم واقعی خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو اسی طرح اپنے گھروں سے نکل کر اس کی پاکیزگی بیان کرو مگر انہوں نے سُستی سے کام لیتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکرِ الٰہی کی مختلف حالتیں بیان فرمائی ہیں اُن سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ ذکرِ الٰہی کرتے ہوئے غشی پیدا کر لی جائے یا اُچھلا اور کُودا جائے یا سر مارنا شروع کر دیا جائے بلکہ ارشاد یہ ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (انفال ع)

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُکِیًّا (مریم ع)

ان آیات میں ذکرِ الٰہی کرنے والوں کی پانچ مختلف حالتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ اوّل مومن جب ذکرِ الٰہی کرتے

ہیں تو اُن کے دل کانپ جاتے ہیں۔ ان میں خوف کے آثار نمودار ہو جاتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا رب بڑی شان والا ہے دوّم خوفِ الٰہی سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں سوّم ان کے جسم ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور دلوں میں نرمی آجاتی ہے۔ چہارم وہ خوفِ خدا سے سجدہ میں گر جاتے ہیں یعنی عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ پانچویں وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے رونے اور گڑگڑانے لگ جاتے ہیں۔

قرآن کریم میں جن اذکار اللہ کا حکم آیا ہے وہ درج ذیل ہیں:۔

اذکار میں سے ایک نماز ہے۔ دوسرے کلام الٰہی کی تلاوت کرنا تیسرے اللہ تعالیٰ کی صفات کا تکرار۔ چوتھے اللہ تعالیٰ کی صفات کا مخلوقِ خدا میں بیان اور اظہار۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ ع) یعنی میں یقیناً اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تو میری ہی عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم کر۔ پھر ارشاد فرمایا کہ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُکْبَانًا ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل اور سوار ہونے کی حالت میں نماز پڑھو پھر جب تمہیں امن حاصل ہو جائے تو اللہ کو یاد کرو کہ اس نے تمہیں وہ کچھ سکھایا ہے جو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔ یعنی اُذْکُرُوْا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر ع) یعنی ہم نے ہی ذکر کو اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یعنی اس جگہ قرآن مجید کے نزول کو ذکر کا نازل کرنا قرار دیا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَھٰذَا ذِکْرٌ مُّبٰرَکٌ اَنْزَلْنٰہُ اَفَاَنْتُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَ ۝ (الانبیاء ع۴) اور یہ ذکر (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے جو یاد کرنے والی ہے جس میں تمام آسمانی کتابوں کی خوبیاں بھر کر آگئی ہیں۔ اس کو ہم نے اتارا ہے پس کیا تم ایسی کتاب کے منکر ہو؟

تیسرا ذکر صفاتِ الٰہیہ کا بیان اور ان کا اقرار اور تکرار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ (النساء ع۱۵) اور جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر یاد کرتے رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر نماز کے علاوہ بھی ہے اگر نماز میں ہی صفاتِ الٰہیہ کا بیان کرنا کافی ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ یہ کیوں فرماتا فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۪ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِیْہِ

الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ٥ (النور ع۵) (یہ ذکر کرنے والے) کچھ مرد ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ کے دینے سے نہ تجارت اور نہ سَودا بیچنا غافل کرتا ہے وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دِل اُلٹ جائیں گے اور آنکھیں پلٹ جائیں گی۔

پھر ذکر کا ایک اور طریق یہ بتلایا کہ خدا تعالیٰ کی صفات کو علی الاعلان لوگوں کے سامنے بیان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ٥ قُمْ فَاَنْذِرْ ٥ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ٥ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ٥ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ٥ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ٥ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ٥ (المدثر ع۱)

ترجمہ:۔ اے بارانی کوٹ پہن کر کھڑے ہونے والے کھڑا ہو جا اور دُور دُور جا کے لوگوں کو ہوشیار کر اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کر اور اپنے پاس رہنے والے لوگوں کو پاک کر اور شرک کو مٹا ڈال اور اِس نیّت سے احسان نہ کر کہ اس کے بدلہ میں زیادہ ملے گا اور (بزدلی سے نہیں بلکہ) اپنے ربّ کو خوش کرنے کے لئے صبر سے کام لے۔

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کے فائدے بھی بیان فرمائے ہیں۔ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥ (التوبۃ ع۹)

اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنّات کے وعدے کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور ہمیشہ رہنے والی جنّتوں میں پاک رہائش گاہوں کا بھی وعدہ ہے اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑا انعام ہے جو اُن کو ملے گا اور اس کا ملنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا:۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت ع۵)

یعنی اللہ تعالیٰ کی یاد یقیناً سب کاموں سے بڑی ہے۔

اِن دونوں آیات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکبر کا بدلہ بھی اکبر ہوتا ہے اور وہ ہے رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اس کی خوشنودی۔ اور جس پر اللہ راضی ہو جائے گویا کہ اُس نے بڑے سے بڑا انعام پالیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

(الرعد ع ۴)

یعنی جو ایمان لائے ہوں اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہوں (ان کو ہدایت دیتا ہے) پس سمجھ لو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا یہ ہے کہ دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے اور گھبراہٹ اور تکلیف اسی وقت ہوتی ہے جب کوئی مصیبت میں مبتلا ہو اور اگر کسی کو علم ہو کہ اس کی بیماری کا بھی علاج ہے تو وہ گھبرائے گا نہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اللہ غیر محدود طاقتوں کا حامل ہے اور وہ ہر تکلیف کو دور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (الانفال ع ۶)

اے مومنو! جب تم کافروں کی کسی فوج کے مقابل پر آؤ تو قدم جمائے رکھو اور اللہ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ یعنی دشمنوں کی ہمت پست کرنا اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے فرمایا کہ اللہ کو خوب یاد کرو اور یاد کرنے کی وجہ سے کامیابی ہوگی یعنی ذکر اللہ کی بدولت کامیابی اور دشمن کی ہمت پست ہوگی۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ (العنکبوت ع ۵)

یعنی جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اُسے پڑھ (اور لوگوں کو پڑھ کر سنا) اور نماز کو اس کی شرائط کے ساتھ ادا کر۔ یقیناً نماز سب بُری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد یقیناً سب کاموں سے بڑی ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر اللہ بدیوں اور بُرائیوں سے روکتا ہے۔

ذکر کرنے کا ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دعا قبول ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں جو بھی دعا آتی ہے اُس سے پہلے تسبیح و تحمید بھی آتا ہے۔ مثلاً سورۃ فاتحہ ہی کو ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

اس مبارک تسبیح و تحمید کے بعد فرمایا:۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝

مزید فرمایا:-

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝

اس میں پہلے ذکر رکھا پھر دعا رکھی اور اس میں مانگنے کا ایک طریق بھی بتایا گیا ہے۔ جب کوئی سوالی کسی سے مانگنے آتا ہے تو پہلے اس کی تعریف کرتا ہے پھر سوال پیش کرتا ہے پہلے خدا کی قدرت اور پھر اپنا عجز و انکسار بیان کرتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی دعا ہی ملاحظہ کیجئے لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِينَ اس میں بھی پہلے تسبیح و تحمید اور پھر اپنا عجز و انکسار پیش کر کے دعا مانگی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بھی تسبیح و تحمید کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے گو وہ زبد البحر کی مانند ہی کیوں نہ ہوں۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ذکر الٰہی سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۝ (البقرة ع ۱۸)

تم مجھے یاد رکھو میں بھی تمہیں یاد کرتا رہوں گا اور میرے شکر گذار بندے بنو اور میری ناشکری نہ کرو۔ گویا خدا تعالیٰ کا یاد کرنا کیا ہے یہی کہ اس کے حضور مقبول ہو جانا اور پھر اپنے حضور شرف قبولیت بخشتا ہے۔

پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ۔ (آل عمران ع ۲۰)

یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لئے یقیناً کئی نشان موجود ہیں (وہ عقلمند) جو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ یعنی ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے عقلمند کہا اور غور و فکر کرنے سے اللہ تعالیٰ مزید اُن کی عقل تیز کرتا ہے۔ غور فرمائیں جس چیز سے محبت کی جائے یا جس سے ہر وقت تعلق قائم رکھا جائے اُس سے محبت اور اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ جب کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا اُس کو ہر لمحہ یاد کیا جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اُس بندے سے

پیار کرنے لگے گا۔

درود و ذکر کے بارے میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"بعد نماز مغرب و عشاء جہاں تک ممکن ہو درود شریف بکثرت پڑھیں اور دلی محبت اور اخلاص سے پڑھیں۔ اگر گیارہ سو دفعہ روز درود مقرر کریں یا سات سو دفعہ درود مقرر کریں تو بہتر ہے اللّٰھم صلّ علی محمّد وعلی اٰل محمّد (تا) کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انّک حمیدٌ مجیدٌ یہی درود شریف پڑھیں اگر اس کی دلی ذوق اور محبت سے مداومت کی جائے تو زیارت رسول کریم بھی ہو جاتی ہے اور تنویر باطن اور استقامت دین کے لئے بہت مؤثر ہے۔"

(مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر ۳ صفحہ ۸۷)

حضرت چوہدری رستم علی صاحب کے خط کے جواب میں فرمایا :-

"آپ کے لئے دعا کی ہے خدا تعالیٰ دُنیا و آخرت محمود کرے۔ بعد نماز عشاء درود شریف بہت پڑھیں اگر تین سو مرتبہ درود شریف کا وِرد رکھیں تو بہتر ہے اور بعد نماز صبح اگر ممکن ہو تو تین سو مرتبہ استغفار کا وِرد رکھیں۔" (مکتوبات جلد ۵ نمبر ۳ صفحہ ۳)

آپ کے ارشادات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ذکرِ الٰہی سے اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل ہوتا ہے اور کثرت سے ذکرِ الٰہی کرنے اور اپنے پیارے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہوتی ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فرمودات پر صحیح معنوں میں عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ادارِیہ ——— (بقیہ صفحہ ۵)

کی راہ چھوڑ کر ظلم و تعدی پر اُتر آئیں۔ اس کے نام کو مٹانے کے درپے ہو جائیں۔ لُوٹ گھسوٹ، مار دھاڑ غرضیکہ بزبانِ حال (اخبارات و جرائد) تمام بدیوں کی آماجگاہ بن جائیں۔ مقولہ ہے الاناء بالّذی فیہ ینضح کہ جو برتن میں ہوتا ہے وہی چھلکتا ہے۔ آئینہ سامنے ہے خود فیصلہ کیجئے۔

رَبِّ کُلُّ شَیٍٔ خَادِمُکَ

تُو دو جہاں کا خالق و پروردگار ہے
ہر چیز اے خدا تیری خدمت گزار ہے
مہتاب آفتاب ستارے ترے غلام
جنّ و بشر ملائکہ سارے ترے غلام
ہر ذرہ تیرے حکم سے مستِ وجود ہے
ہر شَے میں تیرے حکم کی شانِ نمود ہے
اپنی اماں میں اپنی حفاظت میں رکھ ہمیں
ظلِّ کرم میں سایۂ رحمت میں رکھ ہمیں
بندے ہیں تیرے آئے ہیں تیرے حضور میں
نصرت کے خواستگار ہیں جملہ امور میں
ہم بے کسوں کے واسطے نصرت کا حکم دے
ہم عاجزوں کے واسطے رحمت کا حکم دے

سعید احمد اعجاز

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ

(از افاضات حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نوّر اللہ مرقدہٗ)

یہ سوال کہ دعا عام طور پر کی جاتی ہے لیکن قبول نہیں ہوتی حالانکہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم یعنی تم دعا کرو میں قبول کروں گا۔ تو اب باوجود اِس وعدہ کے دعا کا پھر بھی قبول نہ ہونا دو باتوں سے ضرور ایک بات کو ظاہر کرتا ہے یا یہ کہ (نعوذ باللہ من ذٰلک) خدا تعالیٰ قبولِ دعا کے وعدہ میں تخلف کرنے والا ہے یا یہ کہ خدا تعالیٰ کی اِس امر سے قبولیّتِ دعا مراد نہیں بلکہ قبولیتِ عبادت مراد ہے اور اُدعونی کے لفظ میں دعا بمعنی عبادت ہے نہ سوال دعا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ امرِ اوّل یعنی تخلفِ وعدہ قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتا۔ پس لامحالہ امرِ دوم یعنی دعا بمعنی عبادت ہی مراد ہو سکتا ہے۔

اِس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ یہ وہی سوال ہے جو سر سیّد احمد خان نے اپنے رسالہ الاستجابت و الدعا میں اُٹھایا۔ اور دعا کی حقیقت صرف اسی قدر ظاہر کی جو اِس سوال میں پائی جاتی ہے۔
اِس سوال کا جواب ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے رسالہ برکات الدعا میں بہت ہی بڑے بسط کے ساتھ مفصّل تحریر فرمایا ہے جس کو ناظرین سے اکثر نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ لیکن تاہم اِس جگہ بھی اس کے جواب کے متعلق کچھ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

سو واضح ہو کہ دعا اپنے صحیح معنوں میں اپنے آداب کے ساتھ کبھی بھی رَدّ نہیں ہوتی اور نہ ہی خدا تعالیٰ کی خیر الراحمین اور خیر المحسنین ذات جو بلا مانگے اور بلا دعا کرنے کے انواع اقسام کے احسانات سے خود بخود متمتع فرمانے والی ہے اس سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ وہ دعا کرنے والوں اور مانگنے والوں کو محروم کر دے گی پس دعا قبول ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے ہاں دعا کرنیوالے کے لئے ضروری ہے کہ جس طرح اپنے مقاصد کے حصول کے دوسرے ذرائع اور دوسرے اسباب کے بہم پہنچانے اور ترتیب دینے میں پوری پوری سعی اور کوشش کرتا ہے اسی طرح دعا کے ذریعہ

سے جب مقاصد کو حاصل کرنا چاہے تو دعا کے آداب کی بھی رعایت رکھے اور جو جو شرائط دعا کے لئے ضروری قرار دیئے گئے ہیں اُن کے بہم پہنچانے میں پوری پوری کوشش کرے۔ اور اگر دعا میں پوری کوشش اور پورے آداب سے کام نہ لیا جائے اور بے توجہی اور بے التفاتی کے ساتھ یوں ہی قبض خاطر سے بوجھ سمجھ کر سر سے اتارا جائے اور دعا کے لئے صرف اتنا ہی ظاہر کیا جائے کہ یا ہاتھوں کو اُٹھا دیا یا مُنہ سے چند فقرات دعائیہ طوطے کی طرح بے سمجھے رٹ دیئے اور یہ شکایت کر دی کہ دعا تو کی جاتی ہے لیکن قبول نہیں ہوتی۔ تو دوسرے لفظوں میں گویا اِس بات کا اظہار کیا کہ خدا نے جیسا کہ ادعونی استجب لکم کا ہم سے وعدہ فرمایا تھا وہ پورا نہیں کیا بلکہ اس میں تخلفِ وعدہ کو کام میں لایا گیا۔

دیکھو نفسِ امّارہ کی شرارتوں اور خباثتوں سے یہ بھی ایک کتنی بڑی شرارت اور خباثت ہے کہ اپنے نقص کو حضرت ربّ العزّت کا نقص قرار دیا اور اپنی شرارت کو حضرت سبوح اور قدوس کی تقدّس مآب ذات کی طرف منسوب کر دیا۔ وسبحان اللہ عمّا یشرکون ولکم الویل ممّا تصفون۔

دیکھو اِس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر ایک کوشش کا ثمرہ اسی قدر ہوگا جس قدر کہ کسی نے ثمراتِ مقاصد کے لئے اسباب کو ترتیب دینے اور بہم پہنچانے سے اپنی کوشش کو جاذب الفیوض اور مثمر بنایا ہو۔ اب اگر ایک شخص پیاس بجھانے کے لئے سعی تو اسباب کی صورت میں کام میں لائے جو ایک قطرہ کی جاذب ہو سکتی ہے لیکن پھر اِس امر کی شکایت کرے کہ کیوں قطرہ کی جگہ ایک بہت بڑا پیالہ پانی کا مجھے اس سعی کے مقابل نہیں دیا گیا جس سے مَیں سیر ہو سکتا اور میری پیاس بجھ سکتی جائز نہیں۔

کیا یہ ممکن ہے کہ وہ پانی جو پندرہ ہاتھ کنواں کھودنے سے اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے کوئی انسان اس کے حاصل کرنے کے لئے صرف ایک دو ہاتھ زمین کو کھود کر لوگوں سے شکایت کرنے لگے کہ دیکھو مَیں نے ایک دو ہاتھ تک مٹی کھودنے کی محنت بھی کی لیکن افسوس کہ پانی نہیں نکلا۔ کیا ایسے انسان کو ہر ایک عقلمند نادان نہیں سمجھے گا اور کیا دوسرے جو پندرہ بیس ہاتھ زمین کھودنے سے کامیاب ہوئے اسے ملزم نہیں کریں گے کہ تُو نے پوری محنت نہیں کی اور تُو نے کنوئیں کے شرائط کو آداب کے ساتھ ترتیب نہیں دیا۔

پس اسی طرح دعا کے لئے ضروری ہے کہ دعا کرے تو پوری توجہ اور پورے اخلاص اور

پورے آداب کے ساتھ کرے پھر دیکھے کہ آیا قبول ہو کر بار آور ہوتی ہے یا نہیں۔

اور یہ پست ہمتی بلکہ بے ایمانی ہے کہ جو امر لاکھوں نبیوں اور رسولوں اور کروڑ ہا اولیاء اور اصفیا کی متفقہ اور مسلّمہ شہادت اور رؤیت سے بپایۂ ثبوت پہنچ چکا ہو اور جس کے ثبوت کے لئے ہر زمانہ میں اہل اللہ کی تازہ شہادتیں پائی جاتی ہوں اس کے متعلق یہ فتویٰ دیا جائے کہ مسئلہ قبولیتِ دعا بالکل خلاف واقع اور غلط محض ہے۔ پھر قرآنی احکام میں بھی تحریف کر دی کہ ادعونی استجب لکم کے حکم میں دعا بمعنی عبادت ہے نہ خدا سے مانگنا۔

او پست ہمتو! اور دعا کے منکرو! تم نے کب دعا کی جو قبول نہ کی گئی اور تم نے کب کھٹکھٹایا جو تمہارے لئے کھولا نہ گیا اور تم نے کب مانگا جو تمہیں دیا نہ گیا۔ کیا تم بتلا سکتے ہو کہ تم نے جس قدر منت اور الحاح سے دنیوی حکام کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور روئے اور چلّائے کبھی اسی قدر اخلاص کے ساتھ خدا کے حضور بھی دعا کی۔ ایسا ہرگز نہیں۔ کاش تم اپنے دنیوی اسباب کے بہم پہنچانے کے لئے جس قدر محنت اور سعی کرنے والے ہو اس سے نصف محنت ہی خدا کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے کرتے پھر دیکھتے کہ تمہارے ساتھ تمہارا مولیٰ کیا سلوک کرتا ہے۔

دستور

رئیس امروہوی

ہے جہاں تک تعلقِ دستور　　عرض اِس خاکسار کی ہے حضور
ملک ہے ابتداء سے بے آئین　　آپ کیوں اپنی کیجئے توہین
خوگرِ قید و بند ہے یہ قوم　　بادشاہت پسند ہے یہ قوم
یہی بہتر ہے وضع دستوری　　چھوڑیئے یہ نظام جمہوری

شکل یہ اِنقلاب کی ہو جائے
تاجپوشی جناب کی ہو جائے

(روزنامہ جنگ لاہور ۹ رمئی ۱۹۸۷ء ص ۳)

"مَیں تیری ذُرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا"

قراردادھائے تعزیت بر وفات حسرت آیات حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدھا

جماعتِ احمدیہ حلقہ لاہور چھاؤنی

ہم اراکین جماعتِ احمدیہ حلقہ لاہور چھاؤنی جنوبی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نوّر اللہ مرقدہا بنت سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات حسرت آیات پر بے حد صدمہ اور دلی قلق کا اظہار کرتے ہیں۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

حضرت سیّدہ کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"دُختِ کرام۔ انت معی وانا معك۔ انّی معك یا امام رفیع القدر"

(البدر مورخہ ۸/۱۶ مئی ۱۹۰۴ء)

اِس الہامی بشارت کے بعد ۲۵ جون ۱۹۰۴ء کو حضرت صاحبزادی سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم حضرت امّاں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم کے بطنِ مبارک سے تولّد ہوئیں۔ ان کا مبارک وجود نہ صرف مذکورہ بالا الہامات میں بیان فرمودہ عظیم بشارات کا خصوصی نشان تھا بلکہ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو جو عظیم الشان خوشخبریاں اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر ابتداء ہی میں اِن الفاظ میں عطا فرمائی تھیں:-

"تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتینِ مبارکہ سے جن میں سے تُو بعض کو اِس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور مَیں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کا وجود بفضل اللہ تعالیٰ اِن عمومی بشارات کے پُورا ہونے کا بھی ایک نہایت تابندہ و درخشندہ ثبوت تھا۔ آپ سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

کی آخری اولاد تھیں جو اللہ تعالیٰ کے بے حد فضل و احسان کے نتیجہ میں ہم عاجزوں کے سروں پر حضرت اقدس کی دوسری مبشر اولادِ مبارکہ کی وفات کے بعد ایک لمبا عرصہ سلامت رہیں اور اُن کی زندگی میں ہم ان کی دعاؤں سے مستفیض ہوتے رہے۔ ان کی وفات سے جماعتِ احمدیہ کو بظاہر ایک ناقابلِ تلافی نقصان اور صدمہ پہنچا ہے لیکن ہم عاجز و ناچیز بندے اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہیں اور اپنے آقا و مُرشد حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اِن الفاظ کو دُہراتے ہیں ؎

بُلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دِل تُو جاں فدا کر

ہم تہہِ دل سے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیّدہ مرحومہ کو اعلیٰ علیّین میں سیّدنا و مولانا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خاص قُرب میں جگہ دے اور ان کی اولاد اور تمام خاندان حضرت اقدس پر آسمان سے سکینت نازل فرمائے اور امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم الشان قیادت میں کاروانِ احمدیت کو رواں دواں کامیابی کی منازل طے کرنے اور اپنی رضا کی راہوں پر گامزن رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

ہم حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت سیّدہ صاحبہ مرحومہ کی تمام اولاد اور تمام خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں اِس عظیم صدمہ کے موقع پر دِلی تعزیّت کا اظہار کرتے ہیں۔

(اراکین جماعتِ احمدیہ حلقہ لاہور چھاؤنی جنوبی)

جماعتِ احمدیہ حلقہ النّور کراچی

جماعتِ احمدیہ حلقہ النور کراچی کے اراکین اور مجلسِ عاملہ کا یہ غیر معمولی اجلاس حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کی رحلت پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

حضرت سیّدہ مرحومہ و مغفورہ کی وفات سے جماعتِ احمدیہ عالمگیر بالعموم اور جماعتِ احمدیہ پاکستان بالخصوص ایک نہایت ہی شفیق ہستی کی شفقت سے محروم ہوگئی ہے۔ آپ ایک نہایت مستجاب الدعوات بزرگ تھیں اِس لحاظ سے آپ کا وصال جماعتِ احمدیہ کا ایک عظیم نقصان ہے۔

جماعت کی خواتین آپ کی شفقت، رہنمائی اور دعاؤں سے براہِ راست بہرہ ور تھیں۔

حضرت سیّدہ مرحومہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مبشّر صلبی اولاد کی آخری نشانی تھیں آپ کی وفات سے ان بابرکت وجودوں کا سلسلہ ختم ہوگیا جن کو اپنی اور جسمانی اولاد کے حوالے سے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے "مہر و مہتاب" قرار دیا اور فرمایا:-

مری اولاد سب تیری عطا ہے ❊ ہر اک تیری بشارت سے ہؤا ہے

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی ❊ فسبحان الّذی اخزی الاعادی

بلاشبہ یہ تمام وجود آیاتِ الٰہی تھے اور اپنی نفسی خوبیوں کی بنا پر جماعت کے لئے "مہر و مہتاب" کا حکم رکھتے تھے جن کے نُور سے بے شمار نفوس نے اپنی رُوحانی تاریکیوں کو دُور کیا۔ اگرچہ ظاہراً یہ سب وجود آج ہم سے جُدا ہوگئے ہیں لیکن اپنے نیک نمونے کے اعتبار سے آج بھی وہ آسمانِ احمدیت کے روشن ترین "مہر و مہتاب" ہیں جن کا نور ابدالآباد تک جماعت کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہوتا رہے گا۔

ہم اِس موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ، خاندان حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیگر جملہ افراد اور حضرت سیّدہ مرحومہ و مغفورہ کے صاحبزادگان اور صاحبزادیوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیّدہ مرحومہ کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ علیّین میں خاص مقامِ قُرب عطا فرمائے اور تمام پسماندگان بشمول احبابِ جماعت کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(اراکین و مجلسِ عاملہ جماعتِ احمدیہ حلقہ النور کراچی)

درج ذیل جماعتوں سے بھی اِسی قسم کی اظہارِ ہمدردی سے پُر قرارداد ہائے تعزیت موصول ہوئی ہیں اسلام آباد، ضلع سیالکوٹ، سیالکوٹ شہر، ضلع جہلم، جہلم شہر، شاہ تاج شوگر ملز لمیٹڈ منڈی بہاؤالدین، سکھر شہر، شاہدرہ ٹاؤن لاہور، ضلع نواب شاہ، کھوکھر غربی ضلع گجرات۔

چندہ وقفِ جدید کی تدریجی وصولی کیلئے بھرپور کوشش کی جائے اور جلد از جلد ٹارگٹ کے مطابق وصولی سَو فیصد فرمائیں ❊

(قائد وقفِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

ہمارے پیارے منّان بھائی جان

(مکرم منصور احمد صاحب ابن چوہدری علی محمد صاحب بی۔اے بی ٹی مرحوم۔ لندن)

عزیزم برادرم طارق پرویز کی طرف سے بھجوایا ہؤا یہ مختصر سا برقی پیغام کہ

"BHAI MANNAN EXPIRED ON 3.6.87"

کتنی بڑی خبر لایا۔ اس مختصر سے برقی پیغام نے ہمارے پیارے بھائی جان کو ہم سے ہمیشہ ہمیش کے لئے جدا کر دیا انّا لِلّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

اسمِ گرامی عبدالمنان تھا تخلّص طاہر کرتے تھے۔ محترم بڑے بھائی جناب عبدالسلام اختؔر مرحوم "شاعرِ احمدیت" سے چھوٹے تھے۔ بھائی اختر مرحوم جیسی شہرت تو نہ پائی مگر اپنے مخصوص حلقۂ احباب جس میں غیر از جماعت ادیب اور شعراء بھی شامل تھے ہیں بہت مقبول تھے۔ اُردو ادب پر وسیع نظر تھی اور تمام مذاہبِ عالَم کا گہرا مطالعہ تھا۔ زندگی دنیوی شور و غوغا سے تقریباً تقریباً بیزار تھی۔ ہمارے گھر اور خاندان کی ادبی مجلسیں مشہور ہیں ان میں شامل ضرور ہوتے مگر بہت کم بولتے مگر جب بولنے پہ آتے تو نہایت باریک نکات بیان کرتے اور اکثر حیرانی ہوتی کہ بھائی جان ایسی ایسی باریک باتوں اور مشکل مسائل کو نہایت خوش اسلوبی سے حل کر رہے ہیں۔ جوانی میں ہاکی کھیلی اور نہ صرف کھیلی بلکہ تقسیمِ سے قبل "منیر ہاکی ٹورنامنٹ" ہؤا کرتے تھے اُس مایہ ناز ٹیم کے سرگرم "فارورڈ" تھے۔ بھائی جان اُس مشہور و معروف ہاکی کی ٹیم کے بہت اہم کھلاڑی تھے جس کی دھاک پورے ہندوستان میں بیٹھی ہوئی تھی۔

تقسیمِ ہند سے قبل ہی ملازمت کے سلسلہ میں دارالامان کو چھوڑ چکے تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد جب دفاتر دہلی سے کراچی آئے تو بھائی جان بھی کراچی پہنچے۔ کراچی کیا آئے کہ بس پھر کراچی کو نہ چھوڑا۔ راقم الحروف کو ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۴ء تک ان کے پاس کراچی میں قیام کرنا پڑا۔ نہایت شفقت اور محبّت کا سلوک فرماتے اور اس سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے دوستوں کو بھی وافر حصّہ ملتا۔ انگلستان پہنچتے ہی مَیں نے اکثر لکھا کہ بھائی جان آپ میرے پاس گلاسگو تشریف لاویں مگر ان کا جواب یہی ہوتا کہ نہ بھئی کراچی کی ادبی مجالس اور

رونق کو یُوں نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ اپنی ضِد پر کچھ ایسے قائم رہے کہ ہم نے ہار مان لی۔

اپنے مخصوص رنگ میں داعی اِلیٰ اللہ کی ذمہ داریاں خوب نبھاتے۔ شاید ہی کوئی جلسہ سالانہ ایسا ہو جس میں بھائی جان نے شمولیت اختیار نہ کی ہو ورنہ ہر سال حاضری دیتے۔ کبھی سٹیج یا کُرسیوں والے حلقہ کا ٹکٹ نہ لیتے بلکہ کوشش ہوتی کہ کسی ایسی جگہ پر بیٹھیں جہاں اُنہیں کوئی جانتا نہ ہو تاکہ تقاریر سُننے وقت کسی اَور طرف توجہ نہ ہو اور وہ اِنہماک سے سماعت کریں۔

اپنے بڑے بھائی جان کی طرح اُردو ادب پر عبور حاصل تھا۔ گاہے گاہے غزل کہہ لیتے۔ آواز نہایت عمدہ تھی۔ حضرت مصلح موعود کی نقل کرتے ہوئے کبھی کبھی قرآن پاک سُناتے تو دوہرا وجد طاری ہو جاتا۔ ان کی ایک غزل کے چند اشعار تحریر کرتا ہوں جس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کیسے کیسے عمدہ اشعار کہتے تھے ؎

خود بخود سارا یہ سامان بدل جاتا ہے
دل بدل جائے۔ تو انسان بدل جاتا ہے

ہو اگر صدقِ یقیں دل میں تو اکثر اوقات
موج کیا چیز ہے۔ طوفان بدل جاتا ہے

ہم کو محروم نہ رکھ اپنے کرم سے اے دوست
مستقل ہجر سے ایمان بدل جاتا ہے

غم کی رُوداد انہیں کیسے سُنائیں طاہرؔ
وہ جو آجاتے ہیں۔ ارمان بدل جاتا ہے

۱۹۵۳ء میں جب سِلسلہ احمدیہ پر ایک اِبتلاء کا وقت تھا تو بھائی جان نے دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ادبی مجالس میں باقاعدہ حاضری دی۔ اُنہی دنوں ان کے کسی غیر از جماعت دوست نے ہمدردانہ طور پر کہا کہ "منّان صاحب احتیاط کیا کریں" تو اپنی ہی نظم کا شعر سُنایا کہ ؎

کب بَرق جلا سکتی ہے کاشانۂ طاہرؔ
معلوم اُسے وسعتِ کاشانہ نہیں ہے

جب ریٹائر ہوئے تو پنشن نام نہاد تھی۔ اس رقم میں کراچی جیسے مہنگے شہر میں تو گذارہ مشکل تھا بہرحال بچپن ہی سے اپنی بڑی خالہ زاد بہن ڈاکٹر امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے بہت پیار تھا اِس لئے وہ ان کے گھر آ گئے اور تا دمِ آخر آپا ہی کے پاس قیام پذیر رہے۔ اللہ تعالیٰ آپا کو اس کا اجرِ عظیم

عطا فرمائے۔ آمین

اپنے لواحقین میں انہوں نے کچھ نہیں چھوڑا۔ نہ بیوی نہ بچے، نہ گھر نہ جائیداد۔ جو تھوڑا بہت کمایا کھایا پیا۔ شادی ہوئی تھی مگر کامیاب نہ ہوئی اور پھر دوبارہ شادی کے بارے میں کبھی نہ سوچا۔ اپنی تکلیفوں اور پریشانیوں کا احساس بہت زیادہ تھا چنانچہ اسی احساس کے زیرِ اثر ان کی زبان سے یہ اِلتجاء نکلی کہ اے میرے خدا ؎

اِتنی تو داستانِ تمنّا نہ تھی دراز
جتنا کہ زندگی میں پریشان رہا ہوں

چنانچہ آج میں بھی اپنے مالکِ دوجہاں سے مُلتجی ہوں کہ اے میرے پیارے قادر و غفّار خدا! تُو اپنے فضل اور رحم سے میرے بھائی جان کو بخش دے۔ ان پر اپنے رحم کی چادر ڈال اور داخلِ جنّت فرما۔ نیز ہم سب بہن بھائیوں اور دیگر عزیزان کو صبرِ جمیل عطا فرما۔ آمین ثم آمین

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا اِنٹرویو ۳۱ اِگست کو ہوگا

اِس سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفینِ زندگی طلباء کا اِنٹرویو انشاء اللہ ۳۱ اگست ۱۹۸۷ء بروز سوموار ۸ بجے صبح وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ میں ہوگا۔

انٹرویو سے پہلے امیدواران کے وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بارہ میں ضروری کوائف مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے درخواستیں آجائیں تاکہ انٹرویو سے پہلے امیدواران کے کوائف مکمل کر لئے جائیں۔

اِس لئے جماعت کے ایسے ذہین، ہونہار، دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان جو اِس سال میٹرک، ایف۔ اے، بی۔ اے اور ایم۔ اے کے امتحان دے چکے ہیں یا دے رہے ہیں اور وہ زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی خواہش رکھتے ہوں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے درخواستیں وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں۔ میٹرک کا امتحان دینے والے جن طلباء نے پہلے درخواست دی ہوئی ہے وہ اپنے نتیجہ امتحان کی جلد اطلاع دیں۔

(وکیل الدیوان تحریکِ جدید ربوہ ضلع جھنگ)

۲۹ ر رمضان المبارک تک سو فیصد بجٹ ادا کرنیوالی مجالس انصار اللہ

مندرجہ ذیل مجالس انصار اللہ نے ۲۹ ر رمضان المبارک تک اپنے اپنے بجٹ سو فیصد ادا کر دئے ہیں اللہ تعالیٰ اِن مجالس کے عہدیداران اور اراکین کو اپنے فضلوں سے نوازے اور اموال و نفوس میں برکت بخشے۔ آمین

فیصل آباد ڈویژن :- گڑھ مہاراجہ - جڑانوالہ - ۳۳ ج ب - ۶۰ ر ب کھیم سنگھ والا - ۷۷ ر ب لوہکے دیوی - ۸۹ ج ب - ۱۳۹ ر ب گھمن - ۲۳۰ ر ب رامپور چوہلہ - ۴۴ ۶ گ ب - ۱۲۰ ر ب باوے والا - ۷۷ گ ب - ۳۵۶ ج ب - ۳۴۲ گ ب چوہڑ والا -

سرگودھا ڈویژن :- ۳۲ جنوبی - ۳۸ جنوبی - ۴۰ جنوبی - ۴۱ جنوبی - ۱۲۴ جنوبی - حیدر آباد تھل -

گوجرانوالہ ڈویژن :- اسلام نگر ، باٹھانوالہ - ترسکہ سیان - جامکے ڈھینڈے - جنڈ وساہی - منڈیکی گورائیہ - داتہ زیدکا - ڈگری گھمن - ڈھپئی - غوطہ فتح گڑھ - کالیکے ناگرے - گھٹیالیاں خورد - ملیانوالہ - مراڑہ - ظفروال - نشتر آباد - اگوکی - بقاپور - کامونکی - دولووالی - فیروز والا - کوٹ مرزا جان - لویری والا - بنگلہ ۱۸ اسلام آباد - پنڈی دھوتڑاں - جوڑا کرنانہ - وھوریہ - ملوک کلاں - شادیوال - کلانوالہ - گڑھا جٹاں - مکیانہ -

لاہور ڈویژن :- راجہ جنگ - برج اٹاری - چک ۲/۵۲ - احاطہ جواہر سنگھ والا - ۱۷ اچھور - سید والا ۲۹۲ رامپور - غازی اندرون -

راولپنڈی ڈویژن :- مندووال - چک جمال - کوٹلہ فقیر - متیال - پنڈی گھیپ -

ملتان ڈویژن :- قطب پور - چوپڑ ہٹے - ۱۳/۸-R - ۹۱-A/۱۰-R - ۱۷۰/۱۰-R - سرائے سدھو - کبیر والا - ۱۰۷/۱۵-L - ۱۹۰/E-B - ۲۱۶/EB - ۲۲/GD - ۲۲/EB - ۱۲۸/۹-L -

بہاولپور ڈویژن :- ۱۶۰/۷-R - ۲۰۱ مراد - ۲۱۳/۹-R - ۴۲۶/۶-R - فورٹ عباس - ۱۸۵/۷-R - بستی اللہ بخش - بستی کندھارا سنگھ - ۷۸/۶-R عباسیہ - ۱۶۷/NR ناصر آباد - لیاقت پور -

ڈیرہ غازی خان ڈویژن :- بستی شرف دین - بشیر آباد - داجل - ۵۱۸/TDA - ۲۲۶/TDA - ۳۷۵/TDA -

صوبہ سرحد :- داتہ

آزاد کشمیر :- بھابھڑہ - نیو میرپور

صوبہ سندھ :- بدین شہر - گوٹھ مولوی عبد السلام - صادق پور - نور نگر فارم - پنو عاقل - شکار پور -

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تیسرا ایک کتابی اِمتحان انصار اللہ

عِلم و معرفت کے رُوحانی خزائن کے پیشِ نظر ایک کتابی امتحان انصار اللہ یکم اگست ۱۹۸۷ء کو ہوگا۔ اِس امتحان کے لئے کتاب "لیکچر لدھیانہ" مقرر ہے۔

زعماء و ناظمینِ کرام احباب کو تلقین فرمائیں کہ وہ اِس امتحان کے لئے ابھی سے تیاری فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اِس میں شامل فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

پروگرام ماہوار مطالعہ کتب حضرت بانیٔ سِلسلہ عالیہ احمدیہ

تمام انصار کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ دَورانِ سال حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مندرجہ ذیل کتب مطالعہ کے لئے مقرر ہیں:-

۱۔	ماہ جولائی	لیکچر لدھیانہ	۲۔	ماہ اگست	رازِ حقیقت
۳۔	" ستمبر	سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	۴۔	" اکتوبر	آسمانی فیصلہ
۵۔	" نومبر	ضرورۃ الامام	۶۔	" دسمبر	پیغامِ صلح

ناظمینِ اضلاع/زعماء اعلیٰ/زعماء اور دیگر عہدیداران مجالس انصار اللہ علم و معرفت کے اِن مرکزی پروگراموں میں حصّہ لینے کے لئے زیادہ سے زیادہ انصار کو تحریک کرتے رہیں اور ہر احمدی گھرانہ میں درس کتب حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اہتمام کیا جائے اور اپنی مساعی کے نتائج سے مرکز کو آگاہ کیا جائے۔

(قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

گمشدگی رسید بک مجلسِ انصار اللہ

مجلسِ انصار اللہ کی رسید بک نمبر ۲۶۰۵ مجلسِ انصار اللہ کنری ضلع تھرپارکر سے گم ہوگئی ہے رسید بک کی ۸۹ تا ۱۰۰ رسیدیں ابھی تک جاری نہیں ہوئیں۔ اگر کسی دوست کو یہ رسید بک ملے تو براہِ کرم مکرم فضل الدین صاحب طارق معرفت احسان کلاتھ مرچنٹ کنری یا دفتر انصار اللہ مرکزیہ کو بھجوا کر ممنون فرمائیں نیز اس رسید بک پر کوئی انصار چندہ ادا نہ کریں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

مومن کی دُعا

"یاد رکھنا چاہیئے کہ مومن پر خدا تعالیٰ کے فضلوں میں سے یہ ایک بڑا بھاری فضل ہوتا ہے جو اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کی درخواستیں گو کیسے ہی مشکل کاموں کے متعلق ہوں اکثر بہ پایۂ اجابت پہنچتی ہیں ..... مومن کی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے اور اگر قبول کرنا مومن کے حق میں بہتر نہ ہو تو کم سے کم یہ ہوتا ہے کہ مومن کو نرمی اور محبّت کی راہ سے بذریعہ محبانہ مکالمہ کے اس پر اطلاع دی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے سب سے زیادہ رحمت مومن پر ہی کرتا ہے اور ہر یک مصیبت کے وقت اسے سنبھالتا ہے اور اسکی حفاظت کرتا ہے اور اگر تمام دُنیا ایک طرف ہو اور مومن ایک طرف تو فتح مومن ہی کو دیتا ہے اور اسکی عمر اور عافیت کے دن بڑھاتا ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے اور ناپدید ہو جائے پر وہ دشمن کو ہی ہلاک کرتا ہے اور اسکی بد دعائیں اُسی کے سر پر مارتا ہے پر مومن کی دعا کو قبول کر لیتا ہے اور اسکی دعاؤں کو قبول کر کے وہ خوارق دکھلاتا ہے جن سے دُنیا حیران ہو جاتی ہے۔"

(روحانی خزائن آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۴۴)